اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

خاتم النبیین نمبر

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم یکشنبہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے

شرح چندہ
سمندری ڈاک ۴۷ روپے
بیرون
اسلامی ممالک } ۳۷ "
ہوائی ڈاک
کینیڈا وغیرہ } ۲۶۲ "
انگلینڈ وغیرہ ۲۰۲ "
تار کا پتہ ڈیلی الفضل ربوہ

شرح چندہ
سالانہ ۲۶ روپے
ششماہی ۱۴ "
سہ ماہی ۸ "
ایک ماہ ۳ "
فی پرچہ ۲۵ پیسے
خطبہ نمبر سالانہ ۶ روپے
فون نمبر ۴۹

جلد ۵۴/۱۹ | ۱۱ وفا ۱۳۴۴ ہش ۱۱ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ ۱۱ جولائی ۱۹۶۵ء | نمبر ۱۵۶

عشاقِ حق کا سردار صلے اللہ علیہ وسلم

(از سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

آں شہِ عالم کہ نامش مصطفےٰ — سیدِ عشاقِ حق شمس الضحیٰ

وہ تمام جہان کا بادشاہ کہ جس کا نام مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہے جو عشاقِ حق کا سردار اور شمس الضحیٰ ہے

آنکہ ہر نورے طفیلِ نورِ اوست — آنکہ منظورِ خدا منظورِ اوست

وہ وہ ہے کہ ہر نور اُس کے نور کے طفیل سے ہے اور اس کا منظور کردہ خدا تعالےٰ کا منظور کردہ ہے

آنکہ بہرِ زندگی آبِ رواں — در معارف ہمچو بحرِ بیکراں

آپؐ کا وجود زندگی کے لئے آبِ رواں کے طور پر ہے اور حقائق و معارف میں وہ ایک ناپیدا کنار سمندر ہے

آنکہ بر صدق و کمالش در جہاں — صد دلیل و حجتِ روشن عیاں

آپؐ کی صداقت اور کمال پر دُنیا میں سینکڑوں دلیلیں اور روشن براہین ظاہر ہیں۔

آنکہ انوارِ خدا بر روئے او — مظہرِ کارِ خدائی کوئے او

آپؐ کے منہ پر خدائی انوار برستے ہیں۔ اور آپؐ کا کوچہ خدائی کاموں کا مظہر ہے۔

آنکہ جملہ انبیاء و راستاں — خادمانش ہمچو خاکِ آستاں

تمام انبیاء اور راست باز خاکِ در کی مانند آپؐ کے غلام ہیں۔

آنکہ مہرش مے رساند تا سما — میکند چوں ماہِ تاباں در صفا

آپؐ کی محبت آسمان تک پہنچا دیتی ہے اور صدق و صفا میں مہِ تاباں کی مانند بنا دیتی ہے۔

مے دہد فرعونیاں را ہر زماں — چوں یدِ بیضائے موسیٰ صد نشاں

آپؐ ہر زمانہ میں فرعون صفت لوگوں کو حضرت موسےٰ علیہ السلام کے یدِ بیضا کی مانند سینکڑوں نشانات دکھاتے ہیں۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۱۰ جولائی بوقت ۸ بجے صبح

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی۔ نقرس کی تکلیف میں بھی افاقہ رہا۔ اس وقت طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب جماعت حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۰ جولائی۔ کل یہاں نماز جمعہ محترم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے پڑھائی۔ آپ نے سورۃ انفال کی آیات ۲۸ تا ۳۰ (یا ایھا الذین اٰمنوا لا تخونوا اللہ والرسول... الخ) کی لطیف تفسیر بیان کر کے احباب کو خیانت سے بچنے اور تقویٰ اللہ اختیار کر کے عند اللہ فائز المرام ہونے کی تلقین فرمائی۔

اعلانِ تعطیل

مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۶۵ء کو یوم سیرت النبی صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی تقریب پر دفتر الفضل میں تعطیل رہے گی۔ اس لئے ۱۳ جولائی کا پرچہ شائع نہیں ہوگا۔

(مینیجر الفضل ربوہ)

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۶۵ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کامل کتاب اور کامل نبیؐ

ایک روایت کے مطابق دنیا میں اللہ تعالےٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغامبر ارسال کئے ہیں۔ آج ہمارے پاس صرف چند ایک کے نام پہنچے ہیں۔ قرآن کریم میں وضاحت کی گئی ہے کہ بہت سے ایسے انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں نہیں کیا گیا۔ بائیبل میں بھی انبیاء علیہم السلام کی تعداد چند سَو سے آگے نہیں بڑھتی ان کے علاوہ اگر ہم ہندوستان۔ ایران۔ چین اور دیگر ملکوں میں نازل ہونے والے انبیاء کو بھی ملا لیں تو پھر بھی یہ تعداد سینکڑوں کے اندر ہی رہتی ہے۔

پھر بہت سے انبیاء علیہم السلام ایسے ہیں جن کے نام تو ہم تک پہنچے ہیں مگر ان کی تعلیمات ہمارے پاس نہیں پہنچیں۔ صرف چند انبیاء علیہم السلام ہیں جن کی تعلیمات ہم تک پہنچی ہیں مگر وہ بھی مسلّمہ طور پر مسخ شدہ صورت میں خود ان تعلیمات کے ماننے والے یہ مانتے ہیں کہ ان میں وقتاً فوقتاً ردّوبدل ہوتا رہا ہے۔ ان انبیاء علیہم السلام میں سے جن کی تعلیمات مسخ شدہ صورت میں ہی سہی ہم تک پہنچی ہیں اکثر ایسے ہیں جن کی شخصیت اور سوانح حیات ہی اکثر مفقود ہو چکے ہیں۔ صرف قصہ کہانیاں باقی رہ گئی ہیں۔ دُور جانے کی ضرورت نہیں بنی اسرائیل کے آخری نبی سیّدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سوانح حیات کا یہ عالم ہے کہ خود اناجیل میں آپ کی پیدائش زندگی اور وفات کے متعلق بے شمار تضاد بیانیاں پائی جاتی ہیں۔ اسی طرح حضرت بدھ علیہ السلام ہیں جو آپ سے کچھ عرصہ پہلے ہندوستان میں مبعوث ہوئے ہیں ان کی زندگی کے حالات بھی نہیں ملتے چند آثار اور غیر یقینی تحریرات موجود ہیں جن سے اصلیت کو معلوم کرنا کوہ کندن کاہ برآوردن والی بات ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ قرآن کریم میں پیش گوئی کی گئی ہے "اذا الرسل اقتت (مرسلات) یعنی وہ وقت بھی ضرور آئے گا جب سب رسول اپنے وقتِ مقررہ پر لائے جائیں گے۔ اس زمانہ میں جو تحقیقات کی گئی ہے اگر وہ نہ کی جاتی اور قرآن کریم نعوذ باللہ نہ نازل ہوتا تو بعض مشہور و معروف انبیاء علیہم السلام کے متعلق بھی ہماری حقیقی معلومات تقریباً صفر کے برابر ہوتیں۔ تاہم اناجیل قرآن کریم اور دوسری مذہبی کتب کی چھان بین سے اور آثار قدیمہ کی دریافت سے بعض ایسے انبیاء علیہم السلام کے کچھ کچھ حالات ہم کو معلوم ہوتے ہیں۔ چنانچہ ابھی حال میں وہ کفن ملا ہے جس میں لپیٹ کر سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب سے اُتار کر قبر میں رکھا گیا تھا۔ اس کفن پر ایسے نشانات ہیں جو سائنٹفک تحقیقات کے رو سے صرف ایک زندہ انسان کے زخموں سے ہی لگ سکتے ہیں۔ ان سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر سے زندہ ہی اتارا گیا تھا گو آپ موت سے ملتی جلتی غشی کی حالت میں تھے۔ اس سے قرآن کریم کی پیشگوئی واضح ہوتی ہے کہ یہ دریافت اس زمانہ میں ہونے والی تھی۔ اسی طرح آثار قدیمہ سے کئی ایک دیگر انبیاء علیہم السلام کے حالات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

اس کے باوجود یہ ایک حقیقت ہے کہ جو کچھ ہمیں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں سے صرف تھوڑی سی تعداد کے متعلق بھی معلوم ہے وہ زیادہ تر قیاس آرائیوں پر مشتمل ہے اور قصہ کہانیوں کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ ظاہر ہے کہ جن انبیاء علیہم السلام کے سوانح حیات ہی اخفا کے پردہ میں پڑے ہیں ان کی تعلیمات کا کیا حشر ہوا ہوگا جیسا کہ ہم نے اوپر کہا ہے ان انبیاء علیہم السلام میں سے جن کی تعلیمات کا کچھ حصہ ہم تک پہنچا بھی ہے اس میں بھی تغیر و تبدل کر دئے گئے ہیں اور ان کی تعلیمات کا صرف ایک دھندلا سا تصور ہی کیا جا سکتا ہے تاہم قرآن کریم سے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ ان انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات اپنے زمانوں اور مکانوں کے لحاظ سے اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہی تھیں۔ اور چونکہ یہ زمانی اور مکانی حیثیت رکھتی تھیں اسلئے مرورِ زمانہ سے ان میں تغیر و تبدل ہوتا چلا گیا ہے اور اب مسخ شدہ صورت میں ہمارے پاس پہنچی ہیں۔

ظاہر ہے کہ ایسی تعلیمات اور ایسی تعلیمات لانے والے انبیاء علیہم السلام کے اسوہ سے موجودہ انسانوں کو بہت ہی غیر محسوس سا فائدہ پہنچ سکتا ہے اور وہ بھی ابہام سے خالی نہیں ہو سکتا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ان تعلیمات کو ماننے والے عجیب عجیب رسومات کے پھندوں میں گرفتار ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا حقیقی تصور ہی ان کے ذہنوں میں مدھم پڑ گیا ہوا ہے اور انہوں نے ہزارہا صنم کے تو اس سے محسوس ہونے والے معبود تراش لئے ہوئے ہیں۔ جن کو ہم بُت پرست اقوام سمجھتے ہیں ان میں بھی اللہ تعالےٰ کے رسول آتے رہے ہیں مگر انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کو تو پس پُشت ڈال دیا اور اپنے پروہتوں کے بنائے ہوئے بُت پوجنے لگ گئے۔

اس کے باوجود کہ ان انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات محرّف ہو چکی ہیں اور ان کے سوانح حیات مفقود ہو چکے ہیں اِلّا ماشاء اللہ ہم نہیں کہتے کہ جو ادیان ان کے نام سے اس وقت بھی موجود ہیں وہ اپنی اصل کے لحاظ سے جھوٹے ہیں اگر وہ جھوٹے ہوتے تو اتنے زمانے تک اور اتنی بڑی تعداد میں ان کے ماننے والے موجود نہ ہوتے یہی ایک دلیل ان کے حقانی ہونے کے لئے کافی ہے جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصانیف میں وضاحت فرمائی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے اگر یہ ادیان اپنی اصل کے لحاظ سے حقانی ہیں تو اب وہ فعال کیوں نہیں رہے اور ان کو ماننا اور ان کی پیروی کرنا کیوں غلط ہے ؟ اس کی حقیقی وجہ تو یہی ہے کہ نہ تو یہ تعلیمات صحیح رہی ہیں اور نہ ہی ان تعلیمات کے لانے والوں کے اسوہ ہی کسی قابلِ اعتنا صورت میں ہمارے پاس موجود ہیں۔ اور یہ جو کچھ ہوا ہے رفتارِ زمانہ کی وجہ سے ہوا ہے اور رفتارِ زمانہ کا حقیقی ڈائریکٹر سوا اللہ تعالےٰ کے اور کوئی نہیں ہے۔ اس لئے ایک معنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ سب کچھ الٰہی منشاء کے مطابق ہوا ہے۔

دراصل یہ چاند اور ستارے تھے جو اپنے اپنے محدود مقامات اور محدود اوقات کے لئے روشنی کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً بھیجے گئے تھے۔ دنیا کو مکمل روشنی کے قبول کرنے کے لئے یہ تیاری تھی۔ چنانچہ یہ مکمل نور سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وجود میں نازل ہوا جو مکمل تعلیمات لے کر آئے جن کی تعلیمات کے بعد کوئی نئی تعلیم نہیں آئے گی۔ کیونکہ جس قدر دنیا کو قیامت تک راہنمائی کی ضرورت تھی سب اسلام کی کتاب اور آپ کے اسوہ حسنہ میں محفوظ اور موجود کر دی گئی ہے۔ اس لئے ضرور تھا کہ جس نبی پر یہ مکمل تعلیمات نازل کی گئیں وہ رہتی دنیا کے لئے کامل نمونہ ہوتا۔ اسی لئے سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خاتم النبیین اور رحمۃٌ للعالمین اور آپ پر نازل ہونے والی کتاب کو ذکرٌ للعالمین کہا گیا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ختم نبوت کے متعلق میں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ خاتم النبیین کے بڑے معنے یہی ہیں کہ نبوت کے امور کو آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم کیا۔ یہ موٹے اور ظاہر معنے ہیں۔ دوسرے یہ معنے ہیں کہ کمالاتِ نبوت کا دائرہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا۔ یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ قرآن نے ناقص باتوں کا کمال کیا۔ اور نبوت ختم ہو گئی۔ اس لئے الیوم اکملت لکم دینکم کا مصداق اسلام ہو گیا"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۸۶)

آج بھی سہل ہے بیدار ضمیری اے دل
اب بھی ممکن ہے فقیری میں امیری اے دل
جس فقیری سے لرز جاتی ہے شہنشاہی
اس زمانے میں بھی ہے ایسی فقیری اے دل

نزہر

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا

سب سے بڑا معجزہ آپ کا خاتم النبیین ہونا ہے

(رقم فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ)

سب سے بڑا معجزہ جو اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے وہ آپ کا خاتم النبیین ہونا ہے یعنی تمام کمالات نبوت آپ پر ختم کر دیئے ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ ختم نبوت محض ایک دعوےٰ نہیں جیسا کہ مسلمان عوام خیال کرتے ہیں بلکہ یہ ایک حقیقت ثابتہ ہے جسے نشان کے طور پر ہر ہر زمانہ کے لوگ دیکھ اور پرکھ سکتے تھے۔ ظاہر ہے کہ جو معنی عوام میں خاتم النبیین کے مشہور ہیں وہ تو ایسے معنی ہیں کہ شائد قیامت کے دن کسی پر حجت ہوں تو ہوں اس سے پہلے کسی غیر مسلم سے وہ دعوےٰ نہیں منوایا جا سکتا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں اگر یہود و نصاریٰ سے یہ کہا جاتا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ان معنوں میں ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا تو اس کی کیا دلیل ان کے سامنے پیش کی جا سکتی تھی۔ اور وہ اسے کب مان سکتے تھے۔ ظاہر ہے کہ فضیلت تو وہ ہوتی ہے جسے ثابت کیا جا سکے جسے ثابت نہ کیا جا سکے وہ فضیلت کیا ہوئی۔ ختم نبوت کا دعوےٰ مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان نبوت میں سب سے بڑا دعوےٰ ہے۔ اگر سب سے بڑا دعوےٰ ثابت نہ ہو سکے تو بڑائی کس طرح ثابت ہوگی۔ صحابہؓ کا نصاریٰ یا یہود سے یہ کہنا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمہارے نبیوں پر یہ فضیلت ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا کس قدر مضحکہ خیز ہو جاتا تھا وہ ہنس کر کہتے کہ (۱) تم تو خود ایک مسیح کی آمد کے معتقد ہو (۲) کے آمد و کے پیر شدی ابھی آپ کے رسول کو آئے ہوئے کتنی مدت ہوئی کہ کہتے ہو کہ ان کے بعد نبی نہ آئے گا۔ گزشتہ انبیاء کے بعد بھی تو فوراً نبی نہ آیا کرتے تھے بالعموم ایک عرصہ کے بعد نبی آتے تھے۔ تمہارے نبی مسیح علیہ السلام کے چھ سو سال بعد آئے ہیں۔ چھ سو سال تو انتظار کرو۔ اس کا جواب مسلمان کیا دے سکتے تھے گویا ختم نبوت کے اس مفہوم کے منوانے کے لئے چھ سو سال کا انتظار ضروری تھا۔ چھ سو سال تک آپؐ کا ختم نبوت کا دعوےٰ بے دلیل رہتا تھا۔ مگر چھ سو سال کے بعد بھی تو مسلمان کچھ نہیں کہہ سکتے تھے کیونکہ یہ دلیل نصاریٰ کی پھر بھی موجود تھی کہ تم اس آنے والے نبی کے حق میں کیا کہتے ہو جسے تم مسیح کا نام دیتے ہو اور پھر وہ اس وقت کہہ سکتے تھے کہ موسیٰؑ کے مرنے کے چند سال بعد یوشع نبی ظاہر ہوا۔ لیکن یوسفؑ نبی کے اڑھائی تین سو سال بعد موسیٰؑ نبی ظاہر ہوئے حتی کہ بنی اسرائیل نے کہنا شروع کر دیا کہ اب یوسفؑ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ پس معلوم ہوا کہ کبھی ایک نبی کے بعد جلد دوسرا نبی آجاتا ہے اور کبھی لمبے وقفہ کے بعد خود تمہارے نبی تمہارے اپنے دعوے کے مطابق حضرت مسیح کے چھ سو سال بعد آئے۔ پس صدیوں کا خالی گزر جانا تو کوئی ثبوت نہیں کہ فلاں مدعی کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ غرض گو یہ درست ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی نہ آئے گا مگر دشمن پر ہم ان معنوں میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کو ثابت نہیں کر سکتے اور قیامت تک ختم نبوت کا یہ مفہوم ایک دشمن اسلام پر بطور حجت ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ آپؐ آخری نبی ہیں۔ پس ختم نبوت کے اگر یہ معنے لئے جائیں تو ختم نبوت کی فضیلت جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی فضیلت ہے پردۂ خفا میں ہی قیامت تک چلی جائے گی اور قیامت کو اس کا ثابت ہونا کسی کے لئے فائدہ بخش نہ ہوگا۔ ہاں اگر ختم نبوت کے یہ معنے کئے جائیں کہ پہلے نبی ایک ایک قوم کے نبیوں کی تعلیم کو ختم کرتے تھے مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سب دنیا کے اور سب قوموں کے نبیوں کی نبوت کو ختم کیا ہے تو یہ دعوےٰ آپؐ کا پہلے دن سے ہی ثابت کیا جا سکتا تھا اور اب تک اور قیامت تک ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اس دعوے میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں کیونکہ سچے نبی کی علامت سابق کتب اور قرآن کریم اور عقل سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس کا خدا تعالیٰ سے تعلق ہو اور اس کے تعلق کی نسبت سے اس کے سردار کا بھی خدا تعالیٰ سے تعلق ہو۔ تا منکروں پر حجت قطعیہ سے ثابت کیا جا سکے کہ اس کا منجانب اللہ ہونے کا دعوےٰ سچا اور حق پر مبنی ہے۔ اب اس دلیل کو اگر صحیح سمجھا جائے اور اس کے صحیح ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا تو ایک مسلمان سب مذاہب کے لوگوں کو پہلے دن سے چیلنج دے سکتا تھا کہ ہمارے نبی کے

خاتم النبیین ہونے کا یہ ثبوت ہے کہ اس نے سب نبیوں کی نبوت کو ختم کر دیا ہے۔ اب کسی نبی کی امت میں کوئی شخص خدا رسیدہ نہیں ہو سکتا صرف آپؐ ہی کے اتباع کا براہِ راست تعلق خدا تعالیٰ سے ہے۔ سیدھی بات ہے کہ یا تو اسلام کے منکر اس کا یہ جواب دیتے کہ خدا تعالیٰ سے براہِ راست تعلق ہو ہی نہیں سکتا اور یا یہ جواب دیتے کہ ہمارے اندر بھی ایسے لوگ موجود ہیں کہ جن کا خدا تعالیٰ سے براہِ راست تعلق ہے دونوں صورتوں میں فیصلہ آسان ہو جاتا ہے۔ پہلے جواب کی صورت میں مسلمان آسانی سے اپنے برگزیدہ وجودوں کے نشانات پیش کر کے ثابت کر سکتے تھے کہ خدا تعالیٰ کا ہم سے براہِ راست تعلق ہے اور چونکہ دوسرے مذاہب کے لوگ اس راستہ کو بند قرار دے چکے ہوتے۔ لازماً اس ثبوت کے ساتھ یہ بھی ثابت ہو جاتا کہ خدا تعالیٰ کا براہ راست تعلق انبیاءؑ کی جماعتوں سے ضرور رہتا ہے۔ مگر اس وقت وہ تعلق صرف امت محمدیہ سے ہے۔ اور کسی امت کے افراد سے نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ ان نبیوں کی نبوت ختم ہو چکی اور صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت جاری ہے اور آپؐ کا ختم نبوت کا دعوےٰ ثابت ہو جاتا۔ اور دوسرے جواب کی صورت میں مسلمان ان لوگوں سے مطالبہ کرتے کہ اپنے موجودہ بزرگوں کے الہامات اور وحی کو پیش کرو تا کہ ان کے صدق و کذب کو پرکھا جا سکے اور چونکہ فی الواقعہ دعویٰ محمدیت کے بعد باقی تمام اقوام سے براہِ راست تعلق (سوائے ایک عارضی تعلق کے) خدا تعالیٰ کا قطع ہو چکا ہے۔ اس لئے لازماً وہ لوگ اس مطالبہ کو پورا نہ کر سکتے تھے اور اس طرح بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ختم نبوت کا دعوےٰ ثابت ہو جاتا تھا۔ اور یہ معنے جو میں نے کئے ہیں صرف ایک دعوےٰ نہیں بلکہ ایک نشان اور آیت ہے کیونکہ محض دعوےٰ وہ ہوتا ہے جسے انسان اپنی طرف سے پیش کرتا ہے اور خارج میں اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ لیکن نشان اور آیت کا ثبوت خارج میں موجود ہوتا ہے اور ختم نبوت کے وہ معنی جو میں نے اوپر کئے ہیں وہ ایسے معنی ہیں کہ ان کا وجود خارج میں موجود تھا۔ اور مسلمانوں اور غیر اقوام میں دونوں میں موجود تھا۔ مسلمانوں میں مثبت حیثیت سے اور غیر مسلموں میں منفی کی حیثیت میں۔

ختم نبوت کے دوسرے معنی کمال نبوت کے ہیں اور یہی معنے متبادر ہیں۔ کیونکہ ختم نبوت کی آیت میں خاتَم تا کی زبر سے آیا ہے اور خاتَم تا کی زبر سے آئے تو اس کے معنے مُہر کے ہوتے ہیں اور مُہر تصدیق کے لئے لگائی جاتی ہے۔ پس خاتم النبیین کے معنے ہوئے کہ یہ نبی نبیوں کی مُہر ہے اس کی تصدیق کے بغیر کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ یہ معنے بھی ہر وقت ثابت تھے۔ سابق نبیوں کے بارہ میں اس طرح کہ کسی نبی کی نبوت قرآن کریم کی شہادت کے بغیر ثابت نہیں ہو سکتی۔ مسیحؑ کو انجیل سے موسےٰؑ کو تورات سے، کرشنؑ اور رام چندرؑ کو ان کی کتب سے، زرتشتؑ کو اوستا سے سچا نبی ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ قرآنی دلائل اور نشانات سے ہی ان لوگوں کی سچائی ثابت کی جا سکے گی اور آئندہ کوئی نبی آئے تو اس کے لئے آپؐ مُہر تھے۔ یعنی آپؐ سے باہر جا کر اور آپؐ سے الگ ہو کر کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی کہے کہ کیوں ایسا نہیں ہو سکتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن زندہ دلیل موجود ہے۔ دوسرا آزاد نبی تبھی آیا کرتا ہے جبکہ پہلے نبی کی کتاب میں خرابی پیدا ہو گئی ہو مگر قرآن کریم پہلے دن کی طرح اپنے الفاظ میں اور تاثیر میں محفوظ ہے۔ اس کے الفاظ کی حفاظت کے دشمن بھی اقراری ہیں۔ اس کی تاثیر کے شاہد وہ روحانی بزرگ ہیں جو ہر وقت اسلام میں موجود رہتے ہیں۔ وہ کبھی مجدد کہلاتے ہیں کبھی امتی نبی، کبھی ولی اللہ مگر رہتے ہمیشہ ہیں اور سب کے سب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا اقرار کرتے ہیں۔ پس اس سے زیادہ ثبوت اور ختم نبوت کا اقرار کیا ممکن ہے۔

خلاصہ یہ کہ ختم نبوت سب سے بڑا نشان رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا ہے جو میرے بیان کردہ معنوں کے رُو سے ہمیشہ ہی ثابت ہے اور ہر وقت دشمنوں پر اس کی صداقت ثابت کی جا سکتی ہے اور ہماری طرف سے کی جا رہی ہے۔" (تفسیر کبیر جلد ششم صـ۳۹۲ تا صـ۳۹۴)

ہمارا صرف ایک ہی رسولؐ اور ایک ہی کتاب ہے

"ہمارا صرف ایک ہی رسولؐ ہے اور صرف ایک ہی قرآن شریف اس رسول پر نازل ہوا ہے۔ جس کی تابعداری سے ہم خدا کو پا سکتے ہیں۔ آجکل فقراء کے نکالے ہوئے طریقے اور گدی نشینوں اور سجادہ نشینوں کی سیفیاں اور دعائیں اور درود اور وظائف یہ سب انسان کو صراطِ مستقیم سے بھٹکانے کا آلہ ہیں۔ سو تم ان سے پرہیز کرو۔ ان لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کی مُہر کو توڑنا چاہا گویا اپنی الگ ایک شریعت بنا لی ہے۔ تم یاد رکھو کہ قرآن شریف اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی پیروی اور نماز روزہ وغیرہ جو مسنون طریقے ہیں۔ ان کے سوا خدا کے فضل اور برکات کے دروازے کھولنے کی اور کوئی کنجی ہے ہی نہیں۔ بھولا ہوا ہے وہ جو ان راہوں کو چھوڑ کر کوئی نئی راہ نکالتا ہے۔ ناکام مرے گا وہ جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے فرمودہ کا تابعدار نہیں بلکہ اور راہوں سے اسے تلاش کرتا ہے۔" (ملفوظات جلد پنجم صـ۱۲۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال قوت قدسیہ

حضرت سیدہ ام متین صاحبہ ایم اے حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

کمال ترین وجود

اللہ تعالیٰ کی قدیم سے سنت چلی آئی ہے کہ جب کبھی دنیا پر تاریکی چھائی جب کبھی روحانی طور پر ظلمت کا دور دورہ ہوا اور اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق میں پردے حائل ہو گئے خدا تعالیٰ کی رحمت نے جوش مارا اور خدا تعالیٰ کے بندوں کی اصلاح کے لئے انبیاء مبعوث ہوتے رہے۔ ہر ملک اور ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء آتے رہے ہیں اور کبھی بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بھٹکتا ہوا نہیں چھوڑا جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے

وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر

اور ان سب انبیاء پر ایمان لانا خواہ ہمیں ان کا علم ہو یا نہیں ہمارے لئے ضروری ہے۔ ارشاد خداوندی

لا نفرق بین احد من رسلہ

کے مطابق ہم ان کو ماننے کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں کر سکتے کہ کس پر ایمان لانے کی کم ضرورت ہے اور کس پر ایمان لانے کی زیادہ ہے۔ اصولی طور پر سب ہی پر ایمان لانا ہمارے لئے ضروری ہے۔ لیکن باوجود اس اصول کے کہ سب انبیاء پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ تمام انبیاء کا ایک مقام نہیں۔ خود اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اس طرح فرماتا ہے

تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض

جب ہم قرآن مجید پڑھتے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو آپ کے حسن کی شعاعیں آنکھوں کو چکا چوند کر دیتی ہیں اور بے اختیار منہ سے نکل جاتا ہے ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے

فخر موجودات خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر مختصر وقت میں کچھ بیان کرنا ایسا ہی ہے جیسے دریا کو کوزہ میں بند کر دینا۔ اور آپ کی سیرت کا مطالعہ تو ایک ایسا بحر ذخار ہے جس کی گہرائی کا کوئی اندازہ نہیں۔ جتنے غوطے اس میں لگائے جائیں آبدار موتی نکلتے ہی آتے ہیں۔ اس وقت میں آپ کی قوت قدسیہ کے متعلق کچھ بیان کروں گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"جب خدا تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو دنیا میں مامور کر کے بھیجتا ہے تو اس وقت دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ جو ان کی باتوں پر توجہ کرتے ہیں اور کان دھرتے ہیں۔ اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اسے پورے غور سے سنتے ہیں۔ یہ فریق وہ ہوتا ہے جو فائدہ اٹھاتا ہے۔ اور یہی نیکی اور اس کی برکات و ثمرات کو پا لیتا ہے۔ دوسرا فریق وہ ہوتا ہے جو ان کی باتوں کو توجہ اور غور سے سننا تو ایک طرف ان پر ہنسی کرتے اور ان کو دکھ دینے کے لئے منصوبے سوچتے اور کوشش کرتے ہیں۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو اس وقت بھی اسی قاعدہ کے موافق دو فریق تھے۔ ایک وہ جنہوں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو سنا اور پورے غور سے سنا اور پھر آپ کی باتوں سے ایسے متاثر ہوئے اور آپ پر ایسے فدا ہوئے کہ والدین اور اولاد۔ احباب اور اعزہ غرض دنیا میں جو چیز انہیں عزیز ہو سکتی تھی۔ اس پر آپ کے وجود کو مقدم کر لیا۔ اچھے بھلے آرام سے بیٹھے تھے برادری کے تعلقات اور احباب کے تعلقات سے اپنے خیال کے مطابق لطف اٹھاتے تھے۔ مگر اس پاک وجود کے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہی وہ سارے رشتہ دار اور تعلق ان کو چھوڑنے پڑے۔ اور ان سے الگ ہونے میں انہوں نے ذرا بھی تکلیف محسوس نہ کی۔ بلکہ راحت اور خوشی سمجھی۔ اب غور کرنا چاہیئے کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وہ کیا چیز تھی۔ جس سے ان لوگوں کو اپنا گرویدہ ایسا بنا لیا کہ وہ اپنی جانیں دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ اپنے تمام دنیوی مفاد اور منافع اور تمام قومی اور ملکی تعلقات کو قطع کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے نہ صرف آمادہ بلکہ انہوں نے قطع کر کے اور اپنی جانوں کو دے کر دکھا دیا کہ وہ آپ کے ساتھ کس خلوص اور ارادت سے ہوئے تھے۔ بظاہر آپ کے پاس کوئی مال و دولت نہ تھا۔ جو ایک دنیا دار انسان کے لئے تحریص اور ترغیب کا موجب ہو سکے۔ خود آپ نے یتیمی میں پرورش پائی تھی . . . . . . بے شک آپ کے پاس کوئی مال و دولت اور دنیوی تحریص و ترغیب کا ذریعہ نہ تھا اور ہرگز نہ تھا لیکن آپ کے پاس دو زبردست چیزیں جو حقیقی اور اصلی مؤثر اور جاذب ہیں تھیں وہی انہوں نے پیش کیں۔ اور انہوں نے ہی دنیا کو آپ کی طرف کھینچا۔ وہ تھیں حق اور کشش۔ یہ دو چیزیں ہی ہوتی ہیں جن کو انبیاء علیہم السلام لے کر آتے ہیں۔ جب تک یہ دونوں موجود نہ ہوں انسان کسی ایک سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور نہ پہنچا سکتا ہے۔ حق ہو کشش نہ ہو کیا حاصل؟ کشش ہو لیکن حق نہ ہو اس سے کیا فائدہ؟"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۴۳)

اس اصول کو سامنے رکھ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر نظر ڈالی جائے۔ تو آپ کا وجود ہی کامل ترین نظر آتا ہے۔ آپ نے انسانوں تک وہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم پہنچائی جس نے ان کو خدا سے ملا دیا اور جاء الحق وزھق الباطل کا نظارہ دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔

دنیا کے لئے فیصلہ کر دیا کہ قیامت تک کے لئے کامل شریعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ نازل ہو چکی ہے۔ اور یہ شریعت کسی ایک قوم یا کسی ایک ملک یا کسی ایک زمانہ کے لئے نہیں بلکہ تمام دنیا کے لئے ہے۔

غرضیکہ حق تمام تر آپ کے ساتھ تھا۔ اور اس حق کے ذریعہ دنیا کی اصلاح کے لئے آپ کی جان اس حد تک گداز ہوئی کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین (شعراء)
فلا تذھب نفسک علیھم حسرات (فاطر: ۹)

کہ کیا تو اس غم میں اپنے تئیں ہلاک کر دے گا کہ یہ لوگ حق کو قبول نہیں کرتے تو حسرتیں کھا کھا کر اپنی جان دے دے گا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی نوع انسان کی ہمدردی میں اپنی جان کو وقف کر دیا تھا۔ دعا کے ساتھ تبلیغ کے ساتھ اور مناسب اور حکیمانہ طریق کے ساتھ اپنی جان اور اپنے آرام کو ان کی بہبودی کے لئے لگا دیا تھا۔ اور ان کی تربیت کے لئے ایسے ارشادات فرمائے جس سے نہ صرف وہ خود با خدا انسان بن گئے۔ بلکہ آئندہ ان کی نسلیں بھی جاں نثار ثابت ہوئیں۔ غرضیکہ حق بھی آپ کے ساتھ تھا اور جذب بھی۔ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد

قوت قدسی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

"پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت قدسیہ اس درجہ پر پہونچی ہوئی تھی کہ اگر تمام انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں دیکھیں تو معلوم ہوگا۔ کسی نے آپ کے مقابلہ میں کچھ نہیں کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیار کردہ جماعت کو اگر دیکھا جائے تو وہ ہمہ تن خدا ہی کے بنے نظر آتے ہیں۔ اور اپنی عملی زندگی میں کوئی نظیر نہیں رکھتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک اور کامیاب زندگی کی تصویر یہ ہے کہ آپ ایک کام کے لئے آئے اور اسے پورا کر کے اس وقت دنیا سے رخصت ہوئے جس طرح بندوبست والے پورے کاغذات پانچ برس میں مرتب کر کے آخری رپورٹ کرتے ہیں اور پھر چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں نظر آتا ہے۔ اس دن سے لے کر جب قم فانذر کی آواز آئی۔ پھر اذا جاء نصر اللہ اور الیوم اکملت لکم دینکم کے دن تک نظر کریں۔ تو آپ کی لانظیر کامیابی کا پتہ لگتا ہے۔ ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔

آپ خاص طور پر مامور تھے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو اپنی زندگی میں کامیابی نصیب نہ ہوئی جو ان کی رسالت کا منتہا تھی۔ وہ ارض مقدسہ اور موعود سرزمین کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھ سکے بلکہ راہ میں ہی فوت ہو گئے۔۔۔۔ ویسا ہی مسیح علیہ السلام کی زندگی پر نظر کرو جو ساری رات خود دعا کرتے رہے دوستوں سے کراتے رہے۔ آخر شکوہ پر اتر آئے اور ایلی ایلی لما سبقتنی بھی کہہ دیا۔ یعنی اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا اور ایسی حسرت بھری حالت کو دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ مامور من اللہ ہے جو نقشہ پادریوں نے مسیح کی آخری حالت کا جما کر دکھایا ہے وہ تو بالکل مایوسی بخشتا ہے۔۔۔۔ اس کے مقابل ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا پکا کام ہے اس وقت سے جب سے کہا کہ میں ایک کام کرنے کے لئے آیا ہوں جب تک یہ نہ سن لیا کہ الیوم اکملت لکم دینکم آپ دنیا سے نہ اٹھے جیسے یہ دعویٰ کیا تھا کہ انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔۔۔ اس دعوے کے مناسب حال یہ ضروری تھا کہ کل دنیا کے مکرو مکائد متفق طور پر آپؐ کی مخالفت میں کئے جاتے۔ آپؐ نے کس حوصلہ اور دلیری کے ساتھ مخالفوں کو مخاطب کر کے کہا کہ فکیدونی جمیعا یعنی کوئی دقیقہ مکر کا باقی نہ رکھو سارے فریب مکر استعمال کرو۔ قتل کے منصوبے کرو۔ اخراج اور قید کی تدبیریں کرو مگر یاد رکھو سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ آخری فتح میری ہے تمہارے سارے منصوبے خاک میں مل جائیں گے۔ تمہاری ساری جمعیتیں منتشر اور پراگندہ ہو جائیں گی۔۔۔۔۔۔ جیسے وہ عظیم الشان دعوےٰ انی رسول اللہ الیکم جمیعا کسی نے نہ کیا اور جیسے فکیدونی جمیعا کہنے کی کسی کو ہمت نہ ہوئی یہ بھی کسی کے منہ سے نہ نکلا سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ یہ الفاظ اسی کے منہ سے نکلے جو خدا تعالےٰ کے سایہ کے نیچے الوہیت کی چادر میں لپٹا ہوا تھا۔ (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۱۷)

اللھم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم انک حمید مجید

عربوں کی حالت میں عظیم انقلاب

ہم جب عرب کی ابتدائی حالت پر نظر ڈالتے ہیں تو عرب کے لوگ تحت الثریٰ میں پڑے نظر آتے ہیں۔ بت پرستی میں منہمک۔ لڑائی جھگڑے میں ایک دوسرے سے بڑھ کر لڑائیاں شروع ہوئیں تو قبیلے اور افراد سو سو سال تک ایک دوسرے کے خونی دشمن بنے رہتے۔ شراب کے رسیا۔ جوئے کے شوقین بیٹیوں کو زندہ دفن کرنے والے دوسروں کے مال پر ہاتھ صاف کرنا ان کا معمول تھا۔ اور دلیری اسی میں سمجھی جاتی تھی کہ غیر کا مال چھین کر یا چرا کر

چلے جانے کسی برائی کے کام سے عار نہ تھا چوری قتل۔ ڈاکہ زنی بالکل معمولی باتیں سمجھی جاتی تھیں کوئی اخلاق نہ تھے نہ عورت کا احترام برائیوں پر دلیر غرضیکہ سر سے پاؤں تک نجاست میں غرق تھے اسی ماحول میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور آپؐ کی قوت قدسیہ نے چند سال میں عرب کی ایسی کایا پلٹ دی کہ بتوں کے پوجنے والے ایک خدا کے آگے سر جھکانے لگ گئے۔ توحید پر اس قدر مضبوطی سے قائم ہوئے کہ ہر وقت یہی خیال غالب رہتا تھا کہ کوئی ایسا فعل بھی سرزد نہ ہو جائے جس میں مخفی در مخفی شرک کی بو بھی آتی ہو۔ وہی لوگ جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے ایک دوسرے کے ہمدرد بہی خواہ اور غمخوار بن گئے۔ ایثار۔ قربانی اطاعت اور فرمانبرداری کا ایسا جذبہ ان کے اندر پیدا ہوا کہ روئے زمین پر اس کی مثال نہیں ملتی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کی ایسی اعلےٰ تربیت فرمائی اور آپؐ کے صحابہ نے بھی ایسا اعلےٰ درجہ کی جاں نثاری۔ محبت۔ اخلاص۔ اطاعت۔ وفا اور استقامت کا نمونہ دکھایا کہ اس کی مثال بھی دنیا کی کوئی تاریخ پیش نہیں کر سکتی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس شعر میں اس زمانہ کی حالت کا کیا خوب نقشہ کھینچا ہے

صادفتھم قوماً کروث ذلۃ
فجعلتھم کسبیکۃ العقیان

ترجمہ:۔ اے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ نے ایک قوم کو پایا جو گوبر کی طرح ذلیل تھی۔ مگر آپؐ نے اپنی قوت قدسیہ کے ذریعہ اس کو سونے کی ڈلی کی مانند بنا دیا۔ اللھم صل علیٰ محمد و بارک وسلم انک حمید مجید۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے ان لوگوں میں جن میں انتہا درجہ پر نسلی تعصب پایا جاتا تھا انی رسول اللہ الیکم جمیعا کا اعلان کر کے فیصلہ فرما دیا کہ میں سب کے لئے رسول ہوں اور خدا کے سب بندے ایک جیسے ہیں۔ آپؐ نے دنیا کو اللہ تعالےٰ کا یہ حکم سنایا کہ یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثیٰ وجعلناکم شعوباً وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔۔۔۔۔۔ کہ سب انسان ایک ہی جیسے ہیں ان میں خاندان اور قبیلے محض شناخت کے لئے بنائے گئے ہیں ورنہ کسی کو کسی پر فضیلت اس لئے نہیں کہ وہ اعلیٰ خاندان سے ہے کسی کو اس لئے فضیلت حاصل نہیں کہ وہ مالدار ہے بلکہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم تم میں سے جو سب سے زیادہ پاکیزہ اور متقی ہے وہی سب سے زیادہ قابل احترام ہے۔ آپؐ نے صرف زبانی تعلیم دی بلکہ حضرت زینبؓ کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ سے کر کے اپنی

اس تعلیم کا عملی ثبوت بھی بہم پہنچا دیا۔ اور حضرت عائشہؓ کے قول پر کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وہی ہیں جن کی قرآن تعلیم دیتا ہے اپنے عمل سے مہر لگا دی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"رسول اللہ میں وہ ساری قوتیں اور طاقتیں رکھی گئی تھیں جو محمد بنا دیتی ہیں تاکہ بالقوۃ باتیں بالفعل میں بھی آ جائیں۔ اس لئے آپؐ نے یہ دعوےٰ کیا کہ انی رسول اللہ الیکم جمیعا ایک قوم کے ساتھ جو مشقت کرنی پڑتی ہے تو کس قدر مشکلات پیش آتی۔ ایک خدمتگار شریر ہو تو اس کا درست کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔۔۔۔ مگر وہ جو مختلف قوموں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا۔ سوچو تو سہی کس قدر کامل اور زبردست قویٰ کا مالک ہو گا۔ مختلف طبیعت کے لوگ۔ مختلف عمریں۔ مختلف ملکوں۔ مختلف خیال۔ مختلف قویٰ کی مخلوق کو ایک ہی تعلیم کے نیچے رکھنا اور پھر ان سب کی تربیت کر کے دکھا دینا اور وہ تربیت بھی کوئی جسمانی نہیں بلکہ روحانی تربیت۔ خدا شناسی اور معرفت کی باریک سے باریک باتوں اور اسرار سے پورا واقف بنا دینا اور نری تعلیم ہی نہیں بلکہ عامل بھی بنا دینا یہ کوئی چھوٹی بات نہیں"۔

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۱۲۵)

اسلامی تعلیم کا وسیع اثر

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے قبل کسی نبی یا کسی مذہب نے اس عالمگیر مساوات اور انسانی اخوت کی تعلیم نہیں دی۔ اسی تعلیم نے آپ پر ایمان لانے والوں میں وہ جذبہ عشق پیدا کر دیا کہ انہوں نے توحید کی خاطر ہر قسم کی تکلیف اٹھائی۔ مار پیٹ کھائیں جلتے ہوئے پتھروں پر گھسیٹے گئے۔ قتل ہوئے عورتوں کو بے عزت کیا گیا۔ مگر اللہ تعالےٰ پر جو ایمان اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جو عشق ان کے دلوں میں پیدا ہو چکا تھا اس میں بال نہ آ سکا۔

کیا ہی اعلیٰ درجہ کی قوت قدسیہ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی تھی کہ آپ پر ایمان لا کر صحابہؓ نے اپنے خون سے دین پر مہر لگا دی۔۔۔۔ وہی لوگ جب شرک سے بیزار ہوئے اور توحید کی دولت سے مالا مال تو ہر وقت یہی خیال غالب تھا کہ توحید غالب ہو ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت عمروؓ بن العاص کی وفات کا وقت آیا تو رونے لگے۔ حضرت عبداللہؓ ان کے صاحبزادے نے کہا کہ آپ روتے کیوں ہیں آپ نے فتوحات کیں نیک کام کئے تو آپ نے جواب دیا تم نے سب سے بہتر چیز شہادت لا الہ الا اللہ کو تو چھوڑ ہی دیا۔

جو لوگ ہر وقت شراب کے نشے میں چور رہتے تھے اور شراب پینے پر فخر کرتے تھے جن کے قصیدوں کا بیشتر حصہ شراب کی تعریف اور اس کے پینے پلانے کے ذکر سے پُر ہوتا تھا اب وہ محبت الٰہی کی شراب پینے لگے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

ترکوا الغبوق وبدلوا من ذوقہ
ذوق الدعاء بلیلۃ الاحزان

ترجمہ۔ انہوں نے شام کی شراب چھوڑ دی اور اس کے ذوق کی جگہ غم کی راتوں میں دعا کی لذت اختیار کر لی اور جس دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ آج سے شراب تم پر حرام کی جاتی ہے۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ لوگوں نے اپنے مٹکے توڑ دیئے شراب مدینہ کی گلیوں میں بہتی پھرتی تھی۔ اس دن کے بعد پھر کبھی کسی نے شراب کو منہ نہ لگایا۔

حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو ایک گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیا تھا لیکن جس جس طرح بنی اسرائیل حیلہ جوئی سے کام لیتے رہے اور قربانی کو ٹالتے رہے وہ تاریخ کا ایک کھلا ورق ہے اور اس کی تفصیل قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے اسی طرح جب حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو ارض مقدسہ میں داخل ہونے کا حکم دیا تو انہوں نے صاف جواب دے دیا کہ اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون اے موسےٰ آپ اور آپ کا رب جا کر دشمن سے لڑتے پھریں ہم تو یہیں بیٹھیں گے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے حواریوں کا کیا حال تھا وہ حواری جو بڑی محنت سے تیار کئے گئے تھے جن کو رات اور دن آپ کی صحبت میں رہنے کا موقعہ ملا۔ وہ بھی وفادار ثابت نہ ہوئے اور خود حضرت مسیح علیہ السلام کو ان کے ایمان پر شک رہا۔ یہاں تک کہ آخری وقت میں وہ حواری ان کو چھوڑ کر چلے گئے ایک نے گرفتار کرا دیا اور دوسرے نے سامنے کھڑے ہو کر تین مرتبہ لعنت بھیجی اس سے بڑھ کر اور ناکامی کیا ہو سکتی ہے۔

لیکن ہزار ہزار درود اور سلام اس رحمت للعالمین پر۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔ جنہوں نے اپنی قوت قدسیہ سے ہزاروں لاکھوں نفوس کا تزکیہ کیا اور ان سے ایسی محبت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ان پر ایسی شفقت فرمائی کہ مسلمانوں کا ہر مرد عورت اور بچہ آپؐ کی جنبش لب پر اپنی گردنیں کٹوا دینا فخر سمجھتا تھا ان کی زندگی کا مقصد محض اور محض اطاعتِ الٰہی اور اطاعتِ رسولؐ باقی رہ گیا۔ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح یہ نہیں کہہ دیا کہ جاؤ تم اور تمہارا رب لڑو ہم یہاں سے نہیں جائیں گے بلکہ انہوں نے کہا یا رسولؐ اللہ ہم آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے۔ ہم آپؐ کے بائیں بھی لڑیں گے۔ ہم آپؐ کے سامنے بھی لڑیں گے اور ہم آپؐ کے پیچھے بھی لڑیں گے۔ اور اگر آپؐ اشارہ بھی فرما دیں تو ہم اپنے گھوڑے سمندر میں ڈال دیں گے اور دشمن آپؐ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ آئے۔

اللّٰھم صل علیٰ محمّد و
علیٰ اصحاب محمّدٍ وبارک
وسلم انّک حمیدٌ مجید۔

بدکاری عرب میں اس قدر عام تھی کہ اس برائی کا قطعاً اہلِ عرب میں کوئی احساس نہ پایا جاتا تھا بلکہ اپنے بُرے افعال کو بطور کارناموں کے فخریہ مجالس میں سُناتے تھے لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی تربیت سے ان کی ایسی کایا پلٹ دی کہ ان میں عورت کے متعلق احترام پیدا ہو گیا۔ بدکاری سے قطعاً مجتنب ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی خشیت اس درجہ کی پیدا ہو گئی کہ اگر کسی شخص سے کسی ایسے فعل کا ارتکاب ہو بھی جاتا تو وہ فوراً رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے گناہ کا اعتراف . . .

. . . .

. . . .

. . . کر کے آپؐ سے شرعی سزا کی درخواست کرتا تا اس دنیا میں سزا پا لے اور آخرت کی سزا سے محفوظ رہے روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے تھے کہ مجھے یہ پسند ہے کہ میری ناک بدبو سے بھر جائے لیکن یہ پسند نہیں کہ اس میں کسی اجنبی عورت کی خوشبو آئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اس شعر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

کان الحجاز مغازل الغزلان
فجعلتھم فانین فی الرحمان

ترجمہ:۔ اہلِ حجاز جو خوبصورت عورتوں سے عشق بازی میں محو تھے تو (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) نے انہیں فانی فی اللہ بنا دیا۔

جس طرح اعلیٰ درجہ کا طبیب وہی سمجھا جائے گا جو بظاہر ناقابلِ علاج بیماریوں کا علاج کر کے مریض کو اچھا کر دے۔

اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہزاروں روحانی مریضوں کا علاج کیا جن روحانی امراض میں اہلِ عرب گرفتار تھے ان کا تصور کر کے پھر ان کے اخلاق و عادات میں جو عظیم الشان تبدیلی ہوئی اس کو دیکھنے میں اسی قدر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ آپ نے تخلقوا باخلاق اللّٰہ کا کامل نمونہ بن کر دنیا کو دکھایا جس کے نتیجہ میں آپؐ پر ایمان لانے والے ہیں وہ اعلیٰ درجے کے اخلاق پیدا ہوئے جنہوں نے انہیں خدا سے جا ملایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"آپؐ کیا بلحاظ اپنے اخلاقِ فاضلہ کے اور کیا بلحاظ اپنی قوتِ قدسی اور عقد ہمّت کے اور کیا بلحاظ اپنی تعلیم کی خوبی اور تکمیل کے اور کیا بلحاظ اپنے کامل نمونہ اور دعاؤں کی قبولیت کے غرض ہر طرح اور ہر پہلو میں چمکتے ہوئے شواہد اور آیات اپنے ساتھ رکھتے ہیں کہ جن کو دیکھ کر ایک غبی سے غبی انسان بھی بشرطیکہ اس کے دل میں بیجا ضد اور عداوت نہ ہو صاف طور پر مان لیتا ہے کہ آپؐ تخلقوا باخلاق اللّٰہ کا کامل نمونہ اور کامل انسان ہیں۔"

قربانی اور ایثار کا بےنظیر جذبہ

آپؐ کی شفقت علیٰ خلق اللہ کے نتیجہ میں صحابہؓ میں ایک دوسرے کے لئے قربانی اور ایثار کا جذبہ پیدا ہوا جس کا نقشہ قرآن کریم ان الفاظ میں کھینچتا ہے

محمّد رسول اللّٰہ والّذین
معہٗ اشدّاء علی الکفّار
رحماء بینھم تراھم
رکّعاً سجّداً یبتغون
فضلاً من اللّٰہ ورضوانا

کہ اصحاب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کفار کے مقابلہ میں تو بڑے سخت ہیں لیکن آپس میں ایک دوسرے کے لئے بڑے ہی رحیم بڑے ہی شفیق اور بڑے ہی مہربان ہیں۔ ایک جنگ کا واقعہ ہے کہ حضرت عکرمہؓ حضرت حارثؓ اور حضرت سہیلؓ زخمی ہو گئے حالت خطرناک تھی۔ ایک شخص پانی لایا حضرت عکرمہؓ کو پانی پلانا چاہا انہوں نے کہا پہلے سہیلؓ کو جا کر پلاؤ۔ سہیلؓ کے پاس پانی لے کر گیا تو کہنے لگے پہلے حارثؓ کو پلاؤ۔ حارثؓ کے پاس پانی لے کر پہنچا تو انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ عکرمہ کو پلاؤ۔ جب پھر عکرمہ کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی ہے۔ سہیلؓ تک گیا تو وہ بھی اس دنیائے فانی سے رخصت ہو چکے تھے آخر میں حارثؓ کے پاس پہنچا تو اتنے عرصہ میں وہ بھی بغیر پانی پئے ختم ہو چکے تھے۔ ان میں ایثار کا یہ جذبہ کس نے پیدا کیا کس نے انکو وحشی انسان سے بااخلاق انسان اور بااخلاق انسان سے باخدا انسان بنا دیا۔ یہ صرف رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کا نتیجہ تھا جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

کہتے ہیں یوروپ کے ناداں یہ نبی کامل نہیں
وحشیوں میں دیں کا پھیلانا یہ کیا مشکل تھا کار
پر بنانا آدمی۔ وحشی کو ہے اک معجزہ
معنے رازِ نبوّت ہے اسی میں آشکار
نور لائے آسماں سے خود بھی وہ اک نور تھے
قوم وحشی میں اگر پیدا ہوئے کیا جائے عار

یہ بھی اللہ تعالیٰ کے انبیاء کی صداقت کا ایک بیّن ثبوت ہے کہ جب وہ اپنے انبیاء دنیا میں بھجواتا ہے تو ان کے ماننے والوں میں آپس میں محبت پیدا کر دیتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:۔

ھو الّذی ایّدک بنصرہٖ
وبالمؤمنین والّف
بین قلوبھم لو
انفقت ما فی الارض
جمیعاً مّا الّفت بین
قلوبھم ولٰکنّ اللّٰہ
الّف بینھم انّہ عزیزٌ
حکیم۔

جو فرقے یا سوسائٹیاں اپنے طور پر اور اپنی تدبیروں سے بنتے ہیں ان میں جلد ہی تفرقہ پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ انکی بنیاد انسانی خیال پر ہوتی ہے لیکن نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں میں اس درجہ کی محبت اور الفت اور ایثار کا پیدا ہو جانا جہاں آپؐ کی اعلیٰ درجہ کی قوت قدسیہ پر دلالت کرتا ہے وہاں آپؐ کی صداقت اور اللہ تعالیٰ کی ہستی کو روزِ روشن کی طرح ثابت کرتا ہے۔

بےنظیر محبت

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بےمثال قوتِ قدسیہ کے نتیجہ میں جو بےنظیر محبت آپؐ کے صحابہؓ کو آپؐ کی ذات سے پیدا ہوئی اس کی ایک مثال جنگِ احد کا وہ واقعہ ہے جب غلطی سے صحابہؓ میں یہ خبر مشہور ہو گئی تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ یہ خبر سن کر رونے لگ گئے مالکؓ نامی ایک صحابی بیٹھے کھجور کھا رہے تھے ان کو جنگ کے بعد کے بدلے ہوئے حالات کا علم نہ تھا وہ سمجھ رہے تھے کہ مسلمان فتح پا چکے ہیں۔ انہوں نے حضرت عمرؓ سے سوال کیا عمرؓ کیوں رو رہے ہو؟ حضرت عمرؓ نے کہا شاید تمہیں معلوم نہیں مسلمانوں کو شکست ہوئی ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں وہ کہنے لگے عمرؓ! پھر اس میں رونے کی کیا بات ہے میرے اور میرے محبوب کے درمیان یہ کھجور ہی تو حائل ہے یہ کہہ کر کھجور پھینکی اور تلوار سونت کر دشمنوں پر جا گرے اور نہایت بےجگری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

اسلامی جنگوں کے چند واقعات

جنگِ حنین کے موقع پر جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھاگتے ہوئے انصار کو آواز دی کہ اے انصار خدا کا رسولؐ تمہیں بلاتا ہے۔ صحابہؓ کہتے ہیں کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ قیامت کا دن ہے اور صور پھونکا جا رہا ہے۔ ایک صحابی کہتے ہیں کہ اس دن انصار اس طرح دوڑ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف جا رہے تھے جس طرح اونٹنیاں اور گائیں اپنے بچے کے چیخنے کی آواز سن کر دوڑتی ہیں اور تھوڑی دیر میں صحابہؓ آپؐ کے گرد جمع ہو گئے صحابہؓ کہتے ہیں کہ جس کی سواری میدانِ جنگ کی طرف جانے کے لئے نہ مڑتی تھی۔ صحابہؓ تلواریں مار مار کر اس کو مجبور کرتے تھے ورنہ سواری کو ذبح کر کے پیدل بھاگ پڑتے تھے دنیا کی کوئی تاریخ ایسی مثال پیش نہیں کر سکتی کہ کسی بھی لیڈر کی ایک آواز پر اس کی قوم کے لوگ اس طرح دیوانہ وار دوڑے ہوں۔ یہ سب محض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کے نتیجہ میں پیدا شدہ محبت کی وجہ سے تھا۔

اللّٰھم صل علیٰ محمّد وعلیٰ اٰل محمد

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کی ایک اور مثال پیش کرتی ہوں جنگِ حنین کا ہی واقعہ ہے کہ شیبہ نامی ایک شخص لڑائی میں شامل تھا وہ کہتا ہے کہ میں اس نیت سے جنگ میں شامل ہوا تھا کہ موقع ملتے ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دوں گا۔ لڑائی میں جب زور کا رن پڑ رہا تھا تو میں نے تلوار سونتی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب ہونا شروع ہوا۔ وہ کہتا ہے اس وقت میں نے محسوس کیا کہ میرے اور آپؐ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

درمیان آگ کا ایک شعلہ اٹھ رہا ہے۔ جو قریب ہے کہ مجھے جلا کر راکھ کر دے۔ اس وقت مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز سنائی دی "شیبہ میرے قریب آجاؤ۔" جب میں آپؐ کے قریب پہنچا تو آپؐ نے میرے سینہ پر اپنا دستِ مبارک پھیرا اور فرمایا "شیبہ خدا تعالےٰ تمہیں شیطانی خیالات سے نجات دے۔" شیبہ کا قول ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پھیرنے کے ساتھ میرے دل سے ساری عداوتیں دور ہو گئیں اور آپؐ مجھے دنیا کی ہر شے سے زیادہ عزیز ہو گئے پھر آپؐ نے فرمایا۔ شیبہ آگے بڑھو اور لڑو۔ تب میں آگے بڑھا اور اس وقت میرے دل میں اسکے سوا اور کوئی خواہش نہ تھی کہ میں اپنی جان قربان کر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کروں۔ اگر اس وقت میرا باپ زندہ ہوتا اور میرے سامنے آجاتا تو میں اپنی تلوار اس کے سینہ میں جھونک دینے سے دریغ نہ کرتا۔

(سیرت ابن ہشام)

اسلام لانے کے بعد حضرت عبدالرحمان رضؓ جو حضرت ابو بکر رضؓ کے بیٹے تھے۔ انہوں نے حضرت ابو بکر رضؓ سے کہا کہ جنگِ احد میں جبکہ میں مسلمان نہیں تھا آپ ایک دفعہ میری تلوار کی زد میں آگئے لیکن میں نے اس لئے آپ پر حملہ نہ کیا کہ آپ میرے والد ہیں حضرت ابو بکر رضؓ نے بے ساختہ فرمایا کہ تمہاری خوش قسمتی تھی جو تم بچ گئے ورنہ اگر میرے سامنے تم اس وقت آجاتے تو تم نہ بچ سکتے کیونکہ اس وقت تم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کر رہے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ عشق کہ آپؐ کی خاطر ایک باپ اپنے بیٹے کی پرواہ نہ کرے آپؐ کے کمالاتِ قدسیہ کا کتنا بھاری کرشمہ ہے۔

جنگِ حنین کا ایک اور واقعہ ہے کہ ابو سفیان جو چند دن قبل آپؐ کی جان کا دشمن تھا اور آپؐ کے مقابلہ میں کفار کے ساتھ شامل ہو کر لڑتا تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ جب کفار کے اونٹ پیچھے دوڑے تو ابو سفیان نے فوراً اپنے گھوڑے سے کود کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خچر کی رکاب پکڑ لی۔ ابو سفیان کی روایت ہے کہ اس وقت کھنچی ہوئی تلوار میرے ہاتھ میں تھی اور میں اس پختہ ارادہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خچر کے ساتھ کھڑا تھا کہ کوئی شخص مجھے مارے بغیر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ یہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور قوتِ قدسیہ ہی تھی جس نے چند دنوں میں ایک شدید دشمن کو دوست کی شکل میں تبدیل کر دیا۔ آپؐ کو اللہ تعالےٰ نے حق کے ساتھ وہ اعلےٰ درجہ کا جذب عطا فرمایا تھا کہ سخت ترین دشمن کو بھی بسا اوقات آپؐ کے آگے سر جھکا دینا پڑتا تھا۔ آپؐ کی مخالفت سب سے زیادہ ابو جہل نے کی تھی۔ ایک شخص کا ابو جہل نے قرضہ دینا تھا وہ مکہ آیا تا کہ اپنا قرضہ وصول کرے۔ ابو جہل نے قرض کی ادائیگی سے انکار کر دیا۔ اس نے لوگوں سے اس بات کی شکایت کی تا کوئی اس کی مدد کر سکے بعض نوجوانوں نے ازراہ شرارت اسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پتہ بتا دیا کہ ان کے پاس جاؤ۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ جب وہ شخص آپؐ کی خدمت میں جائے گا تو آپؐ فوراً اس کی مدد کے لئے کھڑے ہو جائیں گے اور ابو جہل کے پاس جائیں گے تو ابو جہل آپؐ کو ذلیل کر کے نکال دیگا۔ اور اس طرح عربوں میں آپؐ کی ذلت ہو گی۔ وہ شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور اپنی غرض بیان کی۔ آپؐ کی تو زندگی کا مقصد ہی مظلوموں کا حق ان کو دلوانا تھا۔ آپؐ فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اس شخص کو ساتھ لیا اور ابو جہل کے گھر پہنچے۔ دروازہ پر دستک دی۔ ابو جہل نے دروازہ کھولا اور باہر نکلا تو دیکھا کہ اس کا قرض خواہ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باہر کھڑے ہیں۔ آپؐ نے ابو جہل کو دیکھتے ہی فرمایا تم نے اس کا اتنا قرضہ دینا ہے ابھی ادا کرو۔ آپؐ کے الفاظ میں کیسی تاثیر تھی کہ اسی وقت ابو جہل نے اس کا قرضہ ادا کر دیا۔ جب آپؐ واپس تشریف لے گئے تو مکہ کے دوسرے رؤوساء نے ابو جہل سے کہا کہ تم ہمارے سامنے تو بڑی ڈینگیں مارتے تھے، اب کیا ہو گا۔ ابو جہل نے جواب دیا کہ اگر تم میری جگہ ہوتے تو تم بھی یہی کرتے۔ میں نے دیکھا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے دائیں اور بائیں مست اونٹ کھڑے ہیں جو میری گردن مروڑ کر مجھے ہلاک کرنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ واقعہ کیا تھا۔ مگر حق وصداقت کا رعب یقیناً اس پر ایسا چھایا کہ آپؐ کے حکم کا وہ انکار نہ کر سکا۔ اور ایک شدید ترین دشمن بھی آپؐ کی قوتِ قدسیہ کے اثر سے باہر نہ رہ سکا۔

جنگِ احد کا ایک اور واقعہ بھی بیان کے قابل ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت نے صحابہ رضؓ کے دلوں میں کتنا پختہ ایمان پیدا کر دیا تھا۔ جنگ ختم ہونے کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ رضؓ کو زخمیوں کی دیکھ بھال پر مقرر فرمایا۔ ایک صحابی ایک زخمی انصاری کے پاس پہنچے جو جان توڑ رہے تھے۔ صحابی ان کے پاس پہنچے اور السلام علیکم کہا۔ انہوں نے لرزتا ہوا ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑھایا اور کہا میرے رشتہ داروں کو سلام کہنا اور یہ کہنا کہ میں تو مر رہا ہوں مگر اپنے پیچھے خدا تعالےٰ کی ایک مقدس امانت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود چھوڑے جا رہا ہوں تم اس کی حفاظت کرنے میں اپنی جانیں دینے سے دریغ نہ کرنا۔ اللہ اللہ کس قدر عشق کا مظاہرہ ہے آخری دم ہیں نہ بیوی بچوں کا خیال نہ اور کوئی فکر اگر فکر تھی تو صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی کہ ان کو کوئی گزند نہ پہنچ جائے۔

عورتوں کا اخلاص و ایثار

پھر یہی نہیں کہ صرف مردوں میں یہ اخلاص پایا جاتا تھا عورتوں میں مردوں سے بھی بڑھ کر محبت۔ اخلاص اور ایثار کا جذبہ پیدا ہو گیا تھا اور کیوں نہ ہوتا یہ آپؐ ہی کی ذاتِ مبارک تھی جس نے ان کو خاک سے پاک کیا ان کے رتبہ کو بلند کیا۔ اتنا بلند کیا کہ فرمایا

الجنّۃ تحت اقدام امہاتکم

سبحان اللہ وہی عورت جو ایک وقت ذلیل ترین وجود سمجھی جاتی تھی اس کے متعلق فرما دیا کہ جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔

جب جنگِ احد میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت کے متعلق خبر مشہور ہوئی تو مسلمان عورتیں بے قرار ہو کر گھروں سے نکل کھڑی ہوئیں لشکر سے جو لوگ واپس آرہے تھے ایک عورت نے ان میں سے ایک شخص سے پوچھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ اس کو چونکہ معلوم تھا کہ آپؐ خیریت سے ہیں اس نے کہا بہن تمہارا بھائی شہید ہو گیا ہے۔ اس نے پھر پوچھا۔ اس نے کہا بہن تمہارا باپ بھی شہید ہو گیا ہے۔ اس نے پھر سوال کیا آنے والے شخص نے کہا بہن تمہارا خاوند بھی شہید ہو گیا ہے اس پر اس عورت نے غصہ سے کہا کہ میں تم سے رسول اللہؐ کا حال پوچھ رہی ہوں آپؐ کی خیریت بتاؤ تب وہ شخص کہنے لگا آپؐ تو خیریت سے ہیں۔ اس پر وہ بولی کہ اگر رسول اللہؐ خیریت سے ہیں تو پھر مجھے کوئی غم نہیں۔

اسی طرح جنگِ احد کا ہی یہ واقعہ ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ تشریف لا رہے تھے تو عورتیں اور بچے آپؐ کو لینے کے لئے شہر سے باہر نکل آئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی باگ سعد رضؓ بن معاذ نے پکڑی ہوئی تھی شہر کے قریب انہیں اپنی ضعیف والدہ نظر آئیں۔ اس جنگ میں ان کا ایک بیٹا عمر رضؓ بن معاذ شہید ہو گیا تھا۔ انہیں دیکھ کر سعد رضؓ بن معاذ نے کہا یا رسول اللہؐ میری ماں آرہی ہیں جب وہ قریب آئیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں کہا مائی مجھے تمہارے بیٹے کی شہادت پر تم سے ہمدردی ہے۔ اس نے جواب دیا یا رسول اللہؐ جب آپؐ کو سلامت دیکھ لیا تو پھر مجھے کوئی غم نہیں۔

ہزاروں درود اور سلام اس مبارک اور مقدس وجود پر جس نے نہ صرف مردوں بلکہ عورتوں کے دلوں کو بھی نورِ ایمان سے بھر دیا تھا۔ عرب کے اس عظیم الشان انقلاب سے بڑھ کر بھی کیا آپؐ کی صداقت کا کوئی ثبوت ہو سکتا ہے؟

اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم انک حمید مجید

دنیا میں بیماریوں کے علاجوں کے مشہور طریق یہی ہیں کہ دوا غذا اور پرہیز سے علاج کیا جائے۔ اس کے علاوہ ایک طریق توجہ کا بھی ہے یعنی علاج کرنیوالا مریض کے مرض کو اپنی توجہ سے دور کرے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"حضرت مسیح علیہ السلام اسی توجہ سے سلب امراض کیا کرتے تھے اور یہ سلب امراض کی قوت مومن اور کافر کا امتیاز نہیں رکھتی بلکہ اس کے لئے نیک چلن ہونا بھی ضروری نہیں نبی اور عام لوگوں کی توجہ میں اتنا فرق ہوتا ہے کہ نبی کی توجہ کبھی نہیں ہوتی وہی ہوتی ہے ---- توجہ ایک ایسی چیز ہے کہ اس سے سلب ذنوب بھی ہو جاتا ہے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی توجہ اور مسیح علیہ السلام کی توجہ میں یہ فرق ہے کہ مسیح کی توجہ سے تو سلب امراض ہوتا تھا مگر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی توجہ سے سلب ذنوب ہوتا تھا اور اسی وجہ سے آپؐ کی قوتِ قدسی کمال کے درجہ پر پہنچی ہوئی تھی ------- مسیح کی توجہ چونکہ زیادہ تر سلب امراض کی طرف تھی اسلئے سلب ذنوب میں وہ کامیابی نہ

ہونے کی وجہ یہی تھی کہ جو جماعت انہوں نے تیار کی وہ اپنی صفائی نفس اور تزکیۂ باطن میں ان مدارج کو پہنچ نہ سکی جو جلیل القدر صحابہ کو ملی اور یہاں تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی با اثر تھی کہ آج اس زمانہ میں بھی تیرہ سو برس کے بعد سلب و توجہ کی وہی قوت اور تاثیر رکھتی ہے جو اس وقت میں رکھتی تھی۔"
(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۳۶۸)

آنحضرتؐ کا ابدی فیضان

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فیضان اور آپؐ کی تاثیراتِ قدسیہ عارضی نہیں تھیں کہ چودہ سو سال قبل کے مسلمانوں کے ساتھ ختم ہو گئیں جس طرح دائمی شریعت آپؐ کو عطا کی گئی تھی اسی طرح آپؐ کا فیضان بھی ابدی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں اور حقیقی زندگی یہی ہے جو آپؐ کو عطا ہوئی ہے اور کسی دوسرے کو نہیں ملی۔ آپؐ کی تعلیم اس لئے زندہ تعلیم ہے کہ اس کے ثمرات اور برکات اس وقت بھی ویسے ہی موجود ہیں۔ جو آج سے چودہ سو سال قبل موجود تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات کا آفتاب ہمیشہ چمکتا رہا اور ہمیشہ چمکتا رہے گا۔ اللہ تعالےٰ نے ان فیوض اور برکات کے پانے کا نسخہ قرآن مجید میں ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ یعنی ان کو کہہ دو کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالےٰ کی محبت تمہیں حاصل ہو تو میری اطاعت کرو۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ تم سے محبت کرے گا۔ گویا قیامت تک کے لئے اللہ تعالےٰ کی محبت کے حصول کی شرط اطاعت رسول اکرمؐ لگا دی۔ خدا تعالےٰ کی محبت وہی حاصل کر سکتا ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت کرے اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ پر چلے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

" اگرچہ مجھے افسوس ہے کہ بدقسمتی سے مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ خوارق اور اعجاز اب نہیں ہیں پیچھے رہ گئے ہیں مگر یہ ان کی بدقسمتی اور محرومی ہے وہ خود چونکہ ان کمالات و برکات سے جو حقیقی اسلام ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل اطاعت سے حاصل ہوتے ہیں محروم ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ یہ تاثیریں اور برکات پہلے ہوا کرتے تھے اب نہیں۔ ..... خدا تعالےٰ نے مجھے بھیجا ہے تا کہ میں دکھاؤں کہ اسلام کی برکات اور خوارق ہر زمانہ میں تازہ بتازہ نظر آتے ہیں اور لاکھوں انسان گواہ ہیں کہ انہوں نے ان برکات کو مشاہدہ کیا ہے اور صدہا ایسے ہیں جنہوں نے خود ان برکات اور فیوض سے حصہ پایا ہے اور یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ایسا بیّن اور روشن ثبوت ہے کہ اس معیار پر آج کسی نبی کا متبع وہ علامات اور آثار نہیں دکھا سکتا جو میں دکھا سکتا ہوں۔ نیز فرماتے ہیں ؎

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی پایا ہم نے
مصطفےٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

کسی مذہب کے ماننے والوں میں سے ایک نے بھی یہ دعوے نہ کیا کہ اپنے نبی کی تعلیم کی وجہ سے میں اب بھی معجزہ دکھا سکتا ہوں صرف اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی یہ فخر حاصل ہے کہ آپؐ کی امت میں آپؐ کی غلامی میں تیرہ سو سال کے بعد بھی ایک مردِ خدا نے خدا نمائی کا ثبوت دیا اور یہ دعوے کیا کہ وہ اپنے متبوع کی قوتِ قدسیہ کی وجہ سے خوارق دکھا سکتا ہے۔

ہمارا فرض

ہمیں چاہیئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا بار بار مطالعہ کریں اور اپنی زندگیوں کو آپؐ کے اسوہ حسنہ کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں اور جس طرح اللہ تعالےٰ نے آپؐ کے منہ سے کہلوایا تھا کہ

قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین۔

ہماری زندگیوں کا مقصد بھی یہی ہو۔ اپنی اولادوں کو بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے اچھی طرح واقف کرانا ہمارا فرضِ اولین ہے تا ان کے دلوں میں آپؐ کی ذات سے بے انتہا عشق اور محبت پیدا ہو اور اس محبت کے نتیجہ میں وہ اپنی زندگیاں بھی آپؐ کے اسوہ کے مطابق ڈھالیں۔ کیونکہ اسلام کی آئندہ ترقی بھی آپؐ کے اسوہ حسنہ پر چلنے سے وابستہ ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"خوب یاد رکھو کہ اسلام ہمیشہ اپنی پاک تعلیم اور ہدایت اور اس کے ثمرات۔ انوار و برکات اور معجزات سے پھیلا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان نشانات آپؐ کے اخلاق کی پاک تاثیرات نے اسے پھیلایا ہے اور وہ نشانات اور تاثیرات ختم نہیں ہو گئیں بلکہ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود رہتی ہیں اور یہی وجہ ہے جو میں کہتا ہوں کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں اس لئے کہ آپؐ کی تعلیمات اور ہدایات ہمیشہ اپنے ثمرات دیتی رہتی ہیں اور آئندہ جب اسلام ترقی کرے گا تو اس کی یہی راہ ہوگی نہ کوئی اور۔"
(الحکم ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

؎ آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

اللّٰھم صل علی محمد وعلی اٰل محمد و بارک وسلم انک حمید مجید

سب انبیاء سے افضل و اعلیٰ تمہیں تو ہو

میری مسرّتوں کی تمنّا تمہیں تو ہو
دُنیا و دیں کی نعمتِ عظمیٰ تمہیں تو ہو

کیوں مجھ کو ڈر ہو سختیٔ روزِ حساب کا
جب مغفرت کا اپنی سہارا تمہیں تو ہو

پایا تمہیں تو اپنے خدا کو بھی پالیا
خوشنودیٔ خدا کا وسیلہ تمہیں تو ہو

ہر دل ترے ظہور سے پُر نور ہو گیا
آنکھوں کا نور دل کا اُجالا تمہیں تو ہو

نکلا جو مُنہ سے نام تو غم مٹ گئے تمام
ہر دردِ لادوا کا مداوا تمہیں تو ہو

لا انتہا مراتب و اَن گنت ہیں فیوض
سب انبیاء سے افضل و اعلیٰ تمہیں تو ہو

"بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"
ارض و سما کی آنکھ کا تارا تمہیں تو ہو

بےکس بھی ہوں غریب بھی عاصی بھی ہوں مگر
وہ جس پہ میری آس ہے تنہا تمہیں تو ہو

(عبدالحمید شوق)

محمد عربی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
بحیثیت
انسانِ کاملؐ

از محترمہ امۃ المالک صاحبہ ایم۔اے۔ بنت ملک عبدالحمید صاحب۔ راولپنڈی

ابتدائے آفرینش سے آج تک مادرِ گیتی نے لاکھوں باکمال انسانوں کو جنم دیا مختلف علوم و فنون کے ماہرین کا فقدان بھی کبھی کم نہ ہوا۔ بڑے بڑے بزرگان دین بھی آتے رہے ہیں لیکن تاریخ شاہد ہے قرآن کی گواہی موجود ہے۔ بزرگان سلف کے اقوال ہمیں یقین دلاتے ہیں کہ سوائے ایک وجود باجود کے ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جس کو صفات ایزدی کا مظہر اتم کہہ کر پکارا گیا ہو۔ جس کو فکان قاب قوسین او ادنیٰ کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہو۔ اور جس کے لئے "کامل الصفات" جیسا عظیم الشان لفظ بھی استعمال ہوا ہے۔ ایک مبارک اور بقائے دوام پانے والا بابرکت وجود تو صرف ایک ہی تھا۔۔ ایک ہی ہے ۔۔اور ایک ہی رہے گا۔ اور وہ ہے ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان کی سب سے بڑی شاخ۔ نسلِ اسماعیل کی سب سے معزز قوم قریش کے سردار عبدالمطلب کا پوتا۔ عبداللہ کا بیٹا۔ ابوطالب کا بھتیجا اور آمنہ کا لختِ جگر۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم)، یہی وہ ذات والاصفات ہے جس کی شانِ اقدس میں زمین و آسمان ثناخواں ہوئے۔ جس کی محبت کے ترانے چرند پرند تک نے الاپے۔ جس کے ظہور کی خوشخبری ہر زمانے میں انبیاء و مرسلین نے سنائیں اور جس کے متعلق ہمارے خدا نے بھی فرمایا ہے۔

وما ارسلنٰک الا رحمة للعالمین

اگرچہ ہمیں دل و جان سے اعتراف ہے کہ تمام انبیاء معصوم تھے۔ ان کی زندگیاں اول سے لے کر آخر تک پاکیزہ اور بے داغ تھیں اور ہمارے سید و مولیٰ۔ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی تو شان ہی نرالی ہے۔ کمالات انسانی کا یہ خاتم تو حسن کامل کا مظہر تام اور اپنے خلق میں دیگر انبیاء سے افضل ہے۔ ایثار اسماعیلی صبر ایوبی عظمت سلیمانی اور صفات براہیمی کا یہ مجسمہ جلال موسوی۔ جمال عیسوی۔ حسن یوسفی، اور گریہ یعقوبی کا بھی مظہر اتم ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یعنی تو یوسفؑ جیسے بے مثال حسن کا مالک ہے اور تو مریضوں کو اچھا کرنے میں عیسےٰؑ کے دم شفا کی غیر معمولی تاثیر بھی رکھتا ہے۔ تجھے موسےٰ کی طرح وہ چمکتا ہوا ہاتھ بھی حاصل ہے جس نے فرعون اور اس کے ساحروں کی نظروں کو خیرہ کر دیا تھا۔ پس لاریب تیرے اندر وہ ساری خوبیاں جمع ہیں جو دنیا کے کسی انسان کو کسی زمانے میں حاصل ہوئیں۔"

دنیا میں کوئی ایسی شے نظر ہی نہیں آتی جس کے ساتھ اپنے سید و مولیٰ کی ذات والاصفات کو تشبیہ دی جا سکے ۔۔ اس مقام ارفع تک نہ ازل سے آج تک کوئی شخص پہنچا ہے اور نہ ابد تک کسی کی رسائی ہو سکتی ہے۔ آپؐ کی ذات صفات الٰہیہ کی مظہر ہے آپؐ کو صفات باری تعالیٰ کا اس طرح ادراک ہوا۔ جس طرح لوہے پر آگ کا اثر ہوتا ہے کہ لوہا تپ کر آگ ہی آگ نظر آنے لگتا ہے اگرچہ آگ سے اس کی ہستی جدا ہوتی ہے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

شانِ احمد را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم

یعنی احمد صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقی شان کو اللہ تعالےٰ کے سوا کون جان سکتا ہے۔ آپؐ قرب الٰہی میں اپنے وجود سے اس حد تک علیحدہ ہوئے کہ درمیان سے میم گر گیا۔

اور ہمارا پیارا خدا اپنے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان کو یوں بیان کرتا ہے :۔

ان اللّٰہ وملٰئکتہ یصلّون
علی النّبی یاایّھا الذین
اٰمنوا صلّوا علیہ وسلّموا
تسلیمًا (احزاب ۵۶)

یعنی اے زمین کے رہنے والو! میرے حبیبؐ کی شان تو اتنی بلند ہے کہ یقیناً آسمان سے اس کا خدا اور فرشتے بھی اس پر درود خاص بھیجا کرتے ہیں۔ پس اے مومنین کے گروہ تم بھی ہمیشہ کثرت سے اس پاک نبیؐ پر درود اور سلام بھیجتے رہا کرو

اللّٰھم صلّ علیٰ محمد وعلیٰ
اٰل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم
وعلیٰ اٰل ابراھیم انک حمید
مجید۔

جسمانی حسن کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھئے تو آنکھیں چندھیا جائیں گی۔ نگاہیں خیرہ ہو جائیں گی اور حسن یوسفی ماند پڑتا ہوا نظر آئے گا سرخ و سفید اور کھلی ہوئی رنگت۔ کشادہ پیشانی ناک لمبی اور سیدھی۔ گردن اونچی آنکھیں سیاہ اور جلد نہایت نرم۔ پسینہ خوشبودار۔ گفتگو باوقار تبسم شیریں اور مسکراہٹ دل آویز ہے۔ الغرض کوئی نقص کوئی عیب نظر ہی نہیں آئے گا

حضرت ڈاکٹر میر اسماعیل صاحب رضؓ تحریر کرتے ہیں :۔

"عبداللہ بن سلام یہودی نے جب پہلے پہل آپ کو دیکھا تو بے اختیار بول اٹھے کہ "خدا کی قسم یہ جھوٹے کا چہرہ نہیں" جابر کہتے ہیں آپؐ کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح تھا براء بیان کرتے ہیں کہ میں نے کوئی شخص آپؐ سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا۔ انسؓ کہتے ہیں میں نے دیباج و حریر بھی آپؐ کی جلد سے زیادہ نرم نہیں دیکھے۔ مشک اور عنبر میں بھی آپؐ کے بدن سے زیادہ خوشبو نہ تھی۔ جس گلی کوچہ سے نکل جاتے وہ معطر ہو جاتا خود آئینہ دیکھ کر دعا فرمایا کرتے تھے

اللّٰھم کما احسنت
خلقی فاحسن خلقی

یعنی اے اللہ جس طرح تو نے میری بناوٹ اور جسم کو خوبصورت بنایا ہے اسی طرح میرے اخلاق کو بھی اعلیٰ کردے"

(الفضل ۸ ستمبر ۵۸ء)

گویا حسن انسانی کا اکمل اور اتم نمونہ ہمارے سید و مولےٰ کی ذات بابرکات ہے۔

اس کے بعد اخلاقی اور روحانی حسن کا جائزہ لیجئے تو یہاں بھی سرفہرست ہمارے سید الانبیاءؐ کا نام ہی دکھائی دیتا ہے ۔۔۔ سبحان اللہ۔ کیا شان ہے۔ خود خدا تعالےٰ فرماتا ہے

انک لعلیٰ خلق عظیم

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا شہادت دیتی ہیں :۔

انک لتصل الرحم وتصدق
الحدیث وتحمل الکلّ
وتکسب المعدوم
وتقری الضیف وتعین
علیٰ نوائب الحق "

یعنی آپؐ صلہ رحمی کرتے ہیں ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ لوگوں کے بوجھ بٹاتے ہیں مہمان نوازی کرتے ہیں۔ اور راستی کی راہ میں جو رکاوٹیں پیش آئیں ان کا ازالہ کر کے راستی کی اعانت کرتے ہیں۔ الغرض آپؐ میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو دوسروں میں نہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تائید کرتے ہوئے آپؐ کے اخلاق فاضلہ کا نقشہ یوں کھینچتی ہیں :۔

کان خلقہ القراٰن

یعنی آپؐ کی ذات مقدسہ ان تمام خوبیوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے تھی جن کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے ۔۔ اور ۔۔۔ دشمنان اسلام کے زمرے میں بیٹھا ہوا ابوجہل اس اصدق الصادقین کے متعلق اپنی رائے کا اظہار اس طرح کرتا ہے کہ خواہ کچھ بھی ہو ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جھوٹ کا الزام ہرگز نہیں لگا سکتے کہ ساری قوم نے اسے صادق اور امین کے لقب سے پکارا ہے "

اللّٰھم صلّ علیٰ سیّدنا ومولٰنا
محمّد وبارک وسلم انک
حمید مجید۔

الغرض ہمارے سید و مولیٰ کا مطہر و مقدس وجود ہر قسم کے نقائص سے پاک تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نہیں بلکہ ہمارا علیم و خبیر خدا فرماتا ہے

فقد لبثت فیکم عمرا
من قبلہ افلا تعقلون

یعنی اے نبیؐ تو تمام دنیا میں یہ اعلان کر دے کہ میں تو دعویٰ نبوت سے قبل بھی ایک لمبا عرصہ تمہارے درمیان گزار چکا ہوں۔ مگر تم میں سے کوئی شخص میری اس زندگی پر بھی کسی قسم کا الزام نہیں لگا سکتا ۔۔ کوئی انسان بھی قرآن کریم کا یہ چیلنج قبول نہ کر سکا اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کسی میں اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ دنیا کے اس معصوم ترین انسان کی حیات مقدسہ پر کسی قسم کا الزام لگائے۔ حتٰی کہ قیصر کے دربار میں کفار کا لیڈر ابو سفیان بھی یہی اقرار کرتا ہے کہ "ہم نے آج تک اس شخص کو جھوٹ بولتے ہوئے نہیں سنا"

صرف یہ کہنا کافی نہیں کہ ہمارے آقا و ہادی امام الطیبین سید المطہرین محمد مصطفٰی صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) کی ذات مقدسہ ہر قسم کے مصائب و معاصی سے مبرا تھی بلکہ آپ کا وجود اطہر تو ان تمام صفات و حسنات کا حامل تھا جو ایک "کامل الصفات" انسان میں پائی جانی چاہئیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"ایک وقت آتا ہے کہ آپ فصاحت بیان سے ایک گروہ کو تصویر حیران کر رہے ہوتے ہیں۔ ایک وقت آتا ہے کہ تیر و تلوار کے میدان میں بڑھ چڑھ کر شجاعت دکھاتے ہیں سخاوت پر آتے ہیں تو سونے کے پہاڑ بخش دیتے ہیں علم میں اپنی شان دکھاتے ہیں تو واجب القتل کو چھوڑ دیتے ہیں۔ الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بے نظیر اور کامل نمونہ جو خدا تعالیٰ نے دکھایا ہے اس کی مثال ایک بڑے عظیم الشان درخت کی ہے جس کے سایہ میں بیٹھ کر انسان اس کے ہر جزو سے اپنی ضرورتوں کو پورا کرے، اس پھل۔ پھول۔ چھال۔ پتے غرضیکہ ہر چیز مفید ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس عظیم الشان درخت کی مثال ہیں جس کا سایہ ایسا ہو کہ کروڑہا مخلوق اس میں مرغی کے پروں کی طرح آرام کرے اور پناہ لے . . . لڑائی میں سب سے بہادر وہ سمجھا جاتا جو آنحضرت کے پاس ہوتا تھا کیونکہ آپ بڑے خطرناک مقام میں ہوتے تھے۔ سبحان اللہ کیا شان ہے احد میں دیکھو تلواروں پر تلواریں چل رہی ہیں ایسی گھمسان کی جنگ ہوتی ہے کہ صحابہ برداشت نہیں کر سکتے مگر یہ مرد میدان سینہ سپر ہو کر لڑ رہا ہے . . . اس میں بھید یہ تھا تا رسول اللہ کی شجاعت کا نمونہ دکھایا جائے۔ ایک موقع پر تلوار پر تلوار پڑتی ہے اور آپ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں . . . ایک وقت آتا ہے کہ آپ کے پاس اس قدر بھیڑ بکریاں تھیں کہ قیصر و کسریٰ کے پاس نہ ہونگی آپ نے وہ سب ایک سائل کو بخش دیں . . . الغرض کوئی ایسا خلق نہ تھا جو آپ میں نہ ہو اور پھر بدرجہ غایت کامل طور پر نہ ہو"

(ملفوظات جلد اول ص ۱۳۲)

گویا جب ہم اپنے مکی و مدنی آقا کی سوانح حیات کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو انسانی زندگی کے ان تمام مرحلوں سے گزرنا پڑا جن سے مختلف انسان دوچار ہو سکتے ہیں۔ آپ کو بچپن۔ جوانی۔ اور بڑھاپے کے ادوار سے گزرنا پڑا۔ در دولت پر سونے اور چاندی کے انبار بھی لگے اور مفلسی کی صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑیں۔ حکومت کی باگ ڈور بھی تھامی اور محکومی کے دن بھی گزارے۔ ایک فاتح جرنیل کی حیثیت سے بھی آپ ہمارے سامنے آتے ہیں اور ایک بہادر سپاہی کے روپ میں بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن تعجب ہوتا ہے کہ کسی مقام پر بھی پائے مبارک میں لغزش نہیں آتی۔

الغرض ہمارے سید و مولیٰ کی ذات بابرکات یتیموں کے لئے۔ والدین والے بچوں کے لئے۔ غیر شادی شدہ نوجوانوں، شادی شدہ جوانوں کے لئے۔ ایک سے زائد شادیاں کرنے والوں کے لئے۔ حاکموں کے لئے۔ محکوموں کے لئے۔ امیروں کے لئے غریبوں کے لئے۔ قیدیوں کے لئے۔ ہر ایک کے لئے کامل نمونہ تھے۔

قارئین — یہ مجسم صد افزوں کا سورج جزیرہ نمائے عرب سے اس وقت طلوع ہوا تھا جب کہ

ظھر الفساد فی البر والبحر

کے مصداق دنیا ضلالت و گمراہی کی انتہاہ گہرائیوں میں غوطہ زن تھی۔ جنگل بھی بگڑ گئے تھے۔ دریا بھی بگڑ گئے تھے۔ دنیا توحید کو بالکل بھول چکی تھی۔ شرک اور فسق و فجور کا عام دور دورہ تھا پاکیزگی کا کہیں نام و نشان تک نظر نہ آتا انصاف اور عدل کو کوئی جانتا نہ تھا۔ لوگ وحشیوں اور درندوں کی طرح آپس میں لڑتے جھگڑتے تھے۔ غرض اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق لوگ

کنتم علی شفا حفرۃ من النار

یعنی آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے — ان حالات میں اس سید المعصومین نے اپنے بچپن۔ جوانی اور بڑھاپے کے ادوار کو اس وقار کے ساتھ بسر کیا کہ روئے زمین اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

بچپن ہی سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ ایسا کامل تھا کہ آپ کے ہمجولیوں کا بیان ہے گھر میں بھی کسی چیز کے لئے چھینا جھپٹی نہ کرتے بڑے وقار سے اپنی جگہ بیٹھے رہتے حتیٰ کہ خود چچی لا کر آپ کا حصہ دیا کرتیں۔ پھر بڑے وقار سے اس کا استعمال کرتے۔ آپ کی رضاعی والدہ بیان کرتی ہیں کہ آپ میں ایسی سعادت تھی کہ ہم کبھی حیران رہ جاتے تھے۔ رضاعی بھائی کا کہنا ہے کہ آپ لغو کھیلوں سے پرہیز کرتے۔ مذاق کر لیتے مگر جھوٹی باتوں سے دلی نفرت تھی۔ اتنی چھوٹی عمر میں بھی آپ کے اندر ایسی سرداری پائی جاتی تھی کہ تمام ہم عمر بچے آپ کو اپنا سردار تسلیم کرتے۔

اللہ اللہ۔ کیا بلند اخلاق ہیں جو ایک یتیم بچے نے اپنائے۔ پس اے روئے زمین کے یتیم بچو۔ آؤ اور خوش ہو جاؤ کہ صرف تم ہی یتیم نہیں ہوئے بلکہ دنیا کا عظیم ترین انسان بھی جب پیدا ہوا تو وہ شفقت پدری سے محروم تھا۔ آؤ اپنے غموں کو بھول جاؤ اپنے حوصلوں کو پست نہ ہونے دو اور کان کھول کر سن لو کہ وہ مقدس و مطہر وجود جس کے انوار و برکات سے اندھیرے غار جگمگا اٹھے۔ جس کی قوت قدسیہ نے وحشیوں کو انسان۔ انسانوں کو بااخلاق انسان بااخلاق انسانوں کو باخدا انسان اور باخدا انسانوں کو خدا نما انسان بنادیا وہ کائنات عالم کا ایک یتیم اعظم تھا۔ پس آؤ اور تم بھی اس انسان کامل کا اسوہ حسنہ اپنا لو تا تم پر بھی اللہ تعالیٰ کی برکتوں کا نزول ہو۔

پھر جہاں سید و مولیٰ کی ذات بابرکات یتیموں کے لئے قابل تقلید ہے وہاں آپ والدین والے بچوں کے لئے بھی کامل نمونہ ہیں۔ اگرچہ پیدائش سے قبل ہی پدر عالی وقار داعی اجل کو لبیک کہہ گئے اور چھ برس کی عمر میں والدہ ماجدہ بھی داغ مفارقت دے گئیں لیکن آپ نے اپنے دادا اور چچا کی ایسی اطاعت کی کہ کبھی کسی نے حقیقی والدین کی نہ کی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے دادا کی مسند پر کوئی جوان بیٹا قدم نہ رکھ سکتا تھا۔ لیکن اس شریف شائستہ اور بااخلاق پوتے نے دل میں اپنا گھر کیا کہ پہلو بہ پہلو تشریف فرما تا ہے۔ چچا اس جاں نثار اور فرمانبردار بھتیجے کو اپنے جگر پاروں سے بڑھ کر پیار کرتے اور سفر میں اپنے نور چشموں کو چھوڑ کر آپ ہی کو رفاقت کے لئے منتخب کرتے ہیں۔

اس کے بعد جوانی کا دور آتا ہے لوگ اس زمانے میں کیا کچھ نہیں کر گزرتے اور پھر عرب کے ماحول میں جہاں کوئی منظم حکومت نہ تھی اور سب سے بڑا زناکار قبیلہ کا سردار سمجھا جاتا تھا۔ لیکن ہزاروں رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں اس فیضان الٰہی کے چمکتے ہوئے سورج پر۔ لاکھوں درود اور سلام ہوں اس نقائص دور کرنے والے عفت شعار راستباز پر جس نے زندگی کی اس نازک ترین دور کو بھی بڑی پاکدامنی سے بسر کیا۔ حتٰی کہ آپ کی دیانت۔ امانت اور شرافت سے متاثر ہو کر ایک معزز مالدار خاتون نے آپ کے مبارک قدموں پر اپنی ساری دولت نچھاور کر دی اور خود آپ کے عقد میں آنے کا پیغام بھیجا۔

اب شادی ہوتی ہے اور وہ بھی ایک بیوہ عورت سے جو عمر میں آپ سے پندرہ برس بڑی تھیں لیکن اپنی زوجہ مطہرہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی سے ایسا اعلیٰ سلوک کیا کہ آج تک کسی شوہر نے ایسا نہ کیا ہوگا۔ حضرت خدیجہ رضی سے آپ کو اس درجہ محبت تھی کہ ان کی وفات کے بعد بھی جب کبھی ان کا ذکر آتا تو آپ کی آنکھیں ڈبڈبا آتیں اور ایسی محبت سے ذکر فرماتے کہ دوسری ازواج مطہرات کو بھی رشک آتا۔ چنانچہ ایسے ہی ایک موقع پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی نے انسانی جذبہ کے تحت کہہ دیا تھا کہ یا رسول اللہ آپ ایک بڑھیا کو یاد کرتے ہیں جب کہ اس سے اچھی اور

ہمدرد نسواں (ٹھرا کے گولیاں) دواخانہ خدمتِ خلق (رجسٹرڈ) ربوہ سے طلب کریں۔ مکمل کورس ۱۹ انیس روپے

خوبصورت بیویاں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو دی
اس پر حضورؐ نے فرمایا:۔
"عائشہؓ کیا میں اس کا ذکر نہ کروں جو اس وقت میری صداقت پر ایمان لائیں جب کہ سب نے میری تکذیب کی اور اس وقت میری معین بنیں جب کہ میرا کوئی مددگار نہ تھا" پھر اور شادیاں کیں ایک نہیں دو نہیں بلکہ متعدد خواتین مبارکہ آپؐ کے عقد میں آئیں لیکن ہر ایک کی اس طرح دلجوئی کرتے کہ ہر کسی کو یہ خیال ہوتا شاید آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب میں ہی ہوں۔

ایک موقع پر حضرت صفیہ کو بعض اندر بیویوں کی طرف سے یہودی النسل ہونے کا طعنہ دیا گیا تو وہ بہت رنجیدہ ہوئیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ "تم نے کیوں نہ کہہ دیا ہارون میرے باپ موسےٰ میرے چچا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے شوہر ہیں۔ پس مجھ سے زیادہ افضل اور کون ہو سکتا ہے"

الغرض اس طرح آپؐ اپنی ازواج مطہرات سے علیحدہ علیحدہ نہایت ہی شفقت و محبت سے پیش آتے اس حقیقت کی گواہی آپ نے خود ان الفاظ میں دی

"انا خیرکم لاھلی"

یعنی میں تم سب سے زیادہ بہتر ہوں اپنے اہل کے حق میں۔

اسی بہترین سلوک کا یہ نتیجہ تھا کہ جب آپؐ علیل ہوئے تو حضرت صفیہؓ نے بڑی حسرت سے فرمایا "یا نبی اللہ کاش آپؐ کی تمام تکلیفیں مجھے مل جائیں" اور اسی احسن سلوک ہی کی وجہ سے تمام ازواج مطہرات شوق سے پوچھا کرتیں کہ حضورؐ کی وفات کے بعد اگلے جہان سب سے پہلے کس کو حضورؐ پرنور کی ملاقات کا شرف حاصل ہوگا۔

پھر جہاں آپؐ ان خواتین مبارکہ سے حد درجہ محبت سے پیش آتے اور ان کی ہر جائز خواہش کو پورا کرنے کی حتی المقدور کوشش کرتے وہاں دینی پہلو کو بھی کبھی نظر انداز نہ کیا چنانچہ ایک بار جب انھوں نے مال غنیمت میں سے کچھ حصہ لینے کی خواہش ظاہر کی تو فوراً ان کو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا دیا۔

ان کنتن تردن
الحیوۃ الدنیا و زینتھا
فتعالین امتعکن و
اسرحکن سراحا جمیلا
(احزاب)

یعنی اگر دنیاوی زندگی کی خواہاں ہو تو مجھ سے علیحدگی اختیار کر لو۔ لیکن اگر خدا اور اس کا رسولؐ چاہتی ہو تو پھر ایسے دنیاوی مطالبات سے باز رہو۔

چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک اپنی ساری بیویوں سے عارضی علیحدگی کے بعد اس آیت کے اترنے پر سب سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں تو خدا اور اس کا رسولؐ چاہتی ہوں۔

الغرض ہمارے سید و مولیٰ کی ذات بابرکات شادی شدہ نوجوانوں کے لئے اور ایک سے زائد شادیاں کرنے والوں کے لئے بھی کامل نمونہ ہے

اس کے بعد ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم صاحب اولاد ہوتے ہیں مختلف احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ بچوں سے بہت زیادہ محبت کیا کرتے تھے اور صحابہؓ کو بھی نصیحت فرماتے اکرموا اولادکم و احسنوا ادبھم" یعنی اپنی اولاد کا احترام کیا کرو اور ان کی تربیت کو بہترین رنگ میں ڈھالو۔

سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرہؓ کے متعلق روایت ہے کہ جب وہ اپنے گھر سے آپؐ کے یہاں تشریف لاتیں تو آپؐ کھڑے ہو کر ان سے ملتے۔ اپنی جگہ انہیں بٹھاتے اور اپنا تکیہ ان کو دیا کرتے حتیٰ کہ صنف نازک ہونے کی وجہ سے ان کے نازک جذبات اور احساسات کا اس حد تک خیال رکھتے کہ باہر جاتے وقت سب سے آخر میں ان سے ملتے اور واپسی پر سب سے پہلے انہیں ہی شرف ملاقات بخشتے تا جدائی کا عرصہ کم سے کم ہو۔

اسی طرح باقی اولاد سے بھی بے حد محبت کیا کرتے۔ چنانچہ آپؐ کے لخت جگر حضرت ابراہیم نے وفات پائی تو آپؐ کو بے حد صدمہ ہوا اور چشم مبارک سے آنسوؤں کی لڑی بہہ نکلی لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے فرمایا

تدمع العین ویحزن القلب
ولا نقول الا ما یرضی الرب
وانا بک یا ابراھیم
لمحزونون"

یعنی اے ابراہیم میری آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل تیرے فراق سے غمگین ہے مگر پھر بھی ہم زبان سے وہی کہتے ہیں جو ہمارے رب کی رضامندی کا باعث ہو۔

اللہ اللہ کیا اعلیٰ صبر کا نمونہ ہے جو ہمارے سید و مولیٰ محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم دکھا نفسی) نے دکھایا۔ ایک شخص جس کی ساری نرینہ اولاد فوت ہو چکی ہو۔ پھر بڑھاپے میں اللہ تعالیٰ ایک لڑکا دے اور وہ بھی کچھ عرصہ کے بعد داغ مفارقت دے جائے تو ایسے شخص کا دل بے قابو ہو جانا چاہیئے لیکن ہمارے آقا میں نہ تو عرب کے سرداروں کی طرح اتنی سختی پائی جاتی ہے کہ ایک آنسو تک نہ گرے اور نہ ہی خدا تعالیٰ سے بے جا شکوہ ہے۔ بلکہ وہی طریق اختیار کیا جو خدا تعالیٰ کی رضامندی کا باعث ہے

اللھم صل علی سیدنا محمد و بارک وسلم انک حمید مجید

پھر نہ صرف یہ کہ آپؐ اپنی اولاد سے بے انتہا پیار کرتے تھے بلکہ ان کی تربیت کا بھی ہر دم خیال رکھتے تھے چنانچہ یہی حضرت فاطمۃ الزہرہ جو آپؐ کو اپنی ساری اولاد سے زیادہ عزیز تھیں ایک بار سونے کا ہار پہن کر آپؐ کے یہاں تشریف لائیں تو فوراً اظہار ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا فاطمہؓ یہ آگ کا ہار اپنے گلے سے اتار دو۔ پس آپؐ کی ذات مقدسہ صاحب اولاد کے لئے بھی کامل نمونہ ہے۔

قارئین۔ یہ تھا دنیا کے معصوم ترین انسان کی ۶۳ سالہ گھریلو زندگی کا دھندلا سا خاکہ۔ آئیے اب دیگر شعبہ جات میں قدم رکھئے۔ اگرچہ میرے لئے تو یہ کسی طرح ممکن ہی نہیں کہ اس انسان کامل کی تمام تر صفات کو چند اوراق میں بیان کر سکوں تاہم پھر بھی چند صفات حسنہ کا مختصراً تذکرہ کروں گی۔

وما توفیقی الا باللہ العظیم

دنیا کے حسن اچھے اور قابل تحسین خلق کی طرف نگاہ دوڑائی جائے اس کے سر راہ ہمارے سید و مولیٰ ہی نظر آتے ہیں جن کے پلڑے مبارک کی مقام پر ڈگمگاتے نہیں بلکہ سب کے طلعت کدہ

لاکھوں درود اور سلام ہوں ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر کہ آپؐ نے قیامت تک کے لئے ہر رنگ کے انسانوں کے واسطے کامل اسوہ حسنہ پیش کر دیا ہے تا وہ اس پر عمل پیرا ہو کر اس خالق کائنات کی محبت حاصل کر سکیں۔

لہٰذا اے منکرین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آؤ اور ہمارے سید و مولیٰ کا اسوۂ حسنہ اپنا لو کہ اب ساری دنیا کے لئے نجات کا صرف اور صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے اتباع رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم۔ قرآن کریم نے آج سے چودہ سو برس قبل یہ اعلان کیا تھا جو اب بھی موجود ہے اور ابد تک رہے گا۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ یعنی اے رسولؐ لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تمہیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہے تو آؤ میری پیروی کرو تا وہ بھی تم سے محبت کرنے لگ جائے۔

پس محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان نہ لانے والو آؤ اور تم بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائیان کی جماعت میں داخل ہو جاؤ تا تم بھی خدا تعالیٰ کا خاص مقام قرب حاصل کرنے کے حقدار ٹھہر سکو اور جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

اگر خواہی دلیل عاشقش باش
محمد ہست برہان محمد

اے محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منبع جود و سخا سے فیضیاب ہونے والے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ مسیح تجھ پر بھی ہزاروں رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہو کہ تو نے ہم کو ہمارے آقا کے نادار کا حقیقی نورانی چہرہ دکھایا اور اس کے صحیح مقام کی شناخت کرائی۔

اے امت محمدیہ کے عظیم ترین مجاہد تجھ پر لاکھوں درود اور سلام کہ تو نے انتہائی مایوس کن حالات میں بھی کمال جرأت و دلیری کے ساتھ کفر و الحاد کے بڑے بڑے مراکز میں توحید کا نعرہ لگایا اور عیسائیت کے امڈتے ہوئے لرزہ خیز طوفانوں کا مقابلہ کر کے تثلیث کا بیڑہ پامال کر دیا۔ اے مظفر تجھ پر سلامتی ہو کہ تو نے باطل کے قلب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم لہرا کر اسلام کی صداقت کو ساری دنیا میں منوا دیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں فنا ہو کر اس چیز کا عملی ثبوت دیا کہ اب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کا مقرب نہیں کہلا سکتا جب تک وہ آنحضرت صلعم کی کامل اتباع نہ کرے۔

پس اب ہر قسم کے لوگوں کے لئے صرف اور صرف یہی ایک کامل نمونہ ہے اللہ تعالیٰ نے صاف صاف اعلان کر دیا لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

پس اے روئے زمین پر بسنے والو! اب ساری دنیا کے لئے کوئی بھی کامل نمونہ نہیں مگر ہمارے سید النبیین، سید المطہرین امام الطیبین، اصدق الصادقین محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود۔ اور کیوں نہ ہو جب کہ

نبوت کے تھے جس قدر بھی کمال
وہ سب جمع ہیں آپؐ میں لامحال
صفات جمال اور صفات جلال
ہر اک رنگ ہے بس عدیم المثال
محمد ہی نام اور محمد ہی کام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین اللھم صل علی سیدنا و مولینا محمد و بارک وسلم انک حمید مجید۔

ایک قیمتی کتاب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام
"اپنی تحریرات کی رو سے"
مؤلفہ سید داؤد احمد

تمام اہم علمی اور دینی امور کے بارے میں حضرت اقدس کی تعلیم کے یکجائی مطالعہ کیلئے آپ کی تحریرات سے اقتباسات، تبلیغی کام میں انسائیکلوپیڈیا کا کام دے گی۔

صفحات ۳۲۰ قیمت مجلد ۲۰ روپے

ملنے کا پتہ
مجلس علمی جامعہ احمدیہ ربوہ

ترسیل زر اور انتظامی امور سے متعلق مینیجر الفضل سے خط و کتابت کریں۔

ہمیشہ اپنی
طارق ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ
کی
آرام دہ بسوں میں سفر کیجئے

نظر دھوپ کی عینکوں کی
مشہور دکان
ممتاز آپٹیکل سروس
ڈاکٹر ممتاز احمد دندان و عینک ساز
کچہری بازار لائلپور

اہل ربوہ کیلئے خوشخبری

ہم لائلپور شہر کی شہرۂ آفاق گنیش فلور ملز لمیٹڈ کی انجینئر برانڈ گھی اوّل درجہ و جیٹاس آٹا۔ میدہ۔ سوجی صابن کے لئے ایجنٹ مقرر ہوئے ہیں۔ آپ ربوہ کے ہر دکاندار سے یہ مال طلب کر سکتے ہیں نہایت عمدہ اور سستا ہے۔

مبشر مینیسنر گول بازار ربوہ

پاکستان ویسٹرن ریلوے لاہور ڈویژن

ٹینڈر نوٹس

مندرجہ ذیل کام کے لئے مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۶۵ء کے ۱۲ بجے دوپہر تک پرسنٹیج ریٹ کے ٹنڈر مطلوب ہیں جو پاکستان ویسٹرن ریلوے کے نظرثانی شدہ شیڈول آف ریٹس پر مبنی ہوں:

نمبر شمار	کام	لاگت کا تخمینہ	زر بیعانہ	تکمیل کی مدت
۱	لاہور کے کنٹرول آفس کے سیکشن انسپکٹر آف ورکس نمبر ۲ لاہور کی سپیشل مرمت (اسٹیمیٹ نمبر ۶۳/R آف ۶۵/۱۹۶۴)	۸،۰۰۰/-	۴۰۰/-	۳ ماہ

جن ٹھیکیداروں کے نام منظور شدہ فہرست میں درج نہ ہوں انہیں ۱۴ جولائی ۱۹۶۵ء سے پہلے ٹنڈروں کے اجرا کے لئے اپنے کاغذات حیثیت پیش کرنے ہوں گے۔

مکمل قواعد و ضوابط ڈویژنل آفس کے ورکس اکاؤنٹس سیکشن سے مفت حاصل کر سکتے ہیں۔

اے۔ ایچ خان پی۔ آر۔ ایس۔ برائے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ
پی ڈبلیو آر لاہور

INF(L) 1613

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں عمارتی لکڑی دیار، کیل، پڑتل، چیل کافی تعداد میں موجود ہے ضرورت مند احباب ہمیں خدمت کا موقع دے کر مشکور فرمائیں۔

گلوب ٹمبر کارپوریشن ★ سٹار ٹمبر سٹور ★ لائلپور ٹمبر سٹور

۲۵ نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور فون ۶۲۷۶۱ ★ ۹۰ فیروز پور روڈ لاہور ★ راجباہ روڈ لائلپور فون ۲۰۰۰

گورنمنٹ سے منظور شدہ — لائسنس نمبر ۶۲/۴۳ — ٹیلیفون نمبر ۴۳۵۹

میسرز محمد اسمٰعیل اینڈ سنز

موٹر باڈی بلڈنگ کنٹریکٹرز

۱۱۶ کشمیر روڈ۔ راولپنڈی کینٹ

بہترین اسٹیل بس باڈی۔ عام بسیں۔ اسٹیشن ویگن۔ ٹرک باڈی بنانے والا ادارہ

احباب خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ اپنا پتہ صاف ستھرا لکھا کریں (مینیجر الفضل)

امتحان طبّی رجسٹریشن بورڈ

کے حل شدہ سوالات پانچ روپیہ میں پڑھئے!

ادارہ ہومیو پیتھیہ دھوریہ (دکھادیاں) گجرات

روز

انتہائی اعلیٰ وناسپتی

روز وناسپتی

- تازہ
- صاف
- اور
- خالص

اعظم پبلسٹی ملتان

افرو ڈور

جرمنی کی ایک نادر دوائی

ذہنی پریشانی کام کرنے کو جی نہ چاہنا ذہنی کھچاؤ
چڑچڑاپن جلد غصہ آجانا ذہنی انتشار
جلد تھک جانا بے حد کمزوری مردانہ بانجھ پن
کیلئے

جرمنی کی بنی افرو ڈور گولیاں بے حد مفید ہیں۔ استعمال کے ایک ہفتہ بعد آپ اپنے اندر ایک غیر معمولی طاقت اور تندرستی کا احساس پائیں گے۔ ۵۰ گولیوں کی قیمت علاوہ محصولڈاک ۵/- روپے

شفا میڈیکو سوداگران انگریزی ادویات

چوک میو ہسپتال لاہور

فون ۶۳۶۹۳ / ۳۲۱۱

ٹیلیفون نمبر دکان ۲۵۱ — رحمیوں کی کپڑے کی مشہور دکان — ٹیلیفون نمبر رہائش گاہ ۲۵۱۰

ملتان کلاتھ ہاؤس

چوک بازار ملتان شہر

اگر آپ کو بہترین قسم کے ملبوسات خریدنے ہوں تو اپنی دکان پر تشریف لائیں۔ یہاں آپ کو ریشمی گرم اور سوتی کپڑوں کے علاوہ سلمہ ستارہ کے سوٹ۔ زری کمخواب اور اعلیٰ قسم کی ساڑھیاں۔ شالیں۔ ہمہ قسم کی ہر وقت دستیاب ہو سکتی ہیں

میسرز ملتان کلاتھ ہاؤس رجسٹرڈ

چوک بازار ملتان

مالکان چوہدری عبدالرحمٰن عبدالرحیم احمد

تردید عیسائیت

کے سلسلہ میں ان کتب کا مطالعہ آپ کے لئے بے حد مفید ثابت ہوگا۔

- **مباحثۂ مصر** قیمت ۰۶۲
(عیسائیت کے بنیادی عقائد پر جناب مولانا ابوالعطاء صاحب مبشر اسلامی اور مشہور عیسائی پادری ڈاکٹر فلپس کے مابین فیصلہ کن مباحثہ)

- **تحریری مناظرہ** قیمت ۱-۵۰
(الوہیت مسیح کے بارہ میں جناب مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل اور مشہور عیسائی پادری عبدالحق صاحب کے درمیان تحریری مناظرہ۔ جس میں دو دو پرچے لکھے جانے کے بعد پادری صاحب نے مزید کچھ لکھنے سے انکار کر دیا)

- **الفرقان کا عیسائیت نمبر** قیمت ۱-۲۵
(عیسائیت کے مختلف عقائد پر اہم قلم حضرات کے تحقیقی مقالات کا نادر مجموعہ)

- **مباحثہ مصر کا انگریزی ترجمہ** قیمت ۱-۲۵

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جملہ کتب ہمارے مکتبہ سے مل سکتی ہیں۔

فہرست کتب مفت طلب فرمائیں

مکتبہ الفرقان۔ ربوہ

سرزمین قادیان کا اوّلین دواخانہ

جسے حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نے خود اپنے مبارک ہاتھوں قائم فرمایا

سنہ ۱۹۱۱ء سے آپکی جملہ طبی ضروریات بااحسن پوری کر رہا ہے

دوائی خاص
زنانہ امراض کا لاجواب علاج
قیمت فی شیشی سو روپے

پیچیدہ سے پیچیدہ زنانہ اندرونی امراض کا بھی علاج کیا جاتا ہے
زنانہ معائنہ کا معقول انتظام ہے

زد جام عشق
طاقت کی لاثانی دوا
قیمت ۶۰ گولی ۴ روپے

حب مفید النساء
عورتوں کی جملہ بیماریوں کی دوا
قیمت خوراک ایک ماہ ۳ روپے

قدیمی — اوّلین — شہرہ آفاق
حب اٹھرا رجسٹرڈ
کمل کورس پونے چودہ روپے

اولاد نرینہ گولیاں
سو فیصدی مجرب دوا
قیمت فی کورس ۹ روپے

حب مسان
سوکھے کی مجرب دوا
فی شیشی ۲ روپے

ہماد الاصول
★ سادہ مستحضرات اجزا ★ دیانتدارانہ دواسازی
★ عمدہ پیکنگ ★ غریبانہ قیمت
★ مخلصانہ مشورہ۔ اور
اسی اصول کے تحت سنہ ۱۹۱۱ء سے آپکی خدمت کرتے چلے آ رہے ہیں

تریاق خاص
نوجوانوں کی صحت کا ضامن
۳ روپے

شہزرین
خرابی جگر کمزوری جسم اور اٹھرا کی دوا
قیمت ۲-۳ خوراک ۲ روپے

مقوی دماغ گولیاں
ذہنی کام کرنے والوں کی بہترین معاون
قیمت فی شیشی ایک روپیہ

معین الصحت
تلی بڑھنے خرابی جگر اور یرقان کا علاج
قیمت ۱۶ دن کی خوراک ۴ روپے

تسہیل ولادت
پیدائش کی گھڑیوں کو آسان کرنیکی دوا۔ قیمت ۳ روپے

مقوی دانت منجن
دانتوں کی عمر اور صحت بڑھانے کیلئے۔ قیمت فی شیشی ۵۰ پیسے

(حکیم نظام جان اینڈ سنز چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ)

سوا دس کی بچت

بے بی ٹانک ایک درجن
اکٹھی منگوانے پر ۹ روپے کمیشن اور سوا روپیہ ڈاک خرچ کی بچت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ بیس روپے یا زیادہ کی پیمنٹ ادویات کا ڈاک خرچ ہم خود ادا کریں گے۔
بے بی ٹانک بچوں کی کمزوری سوکھا پن اور بدہضمی وغیرہ کے لئے اکسیر ہے۔
مکمل فہرست ادویہ مفت
ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی گوالبازار لاہور
کیور رائٹ ہومیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ۳ کمرشل بلڈنگ مال لاہور

روزمرہ پڑنے پر کپڑے کی خریداری کیلئے اپنی ہمیشہ اپنی دکان

الفردوس کلاتھ مرچنٹ انارکلی لاہور کو یاد رکھیں

ہمارے ہاں ہر قسم کا لیڈیز کپڑا مثلاً ساٹن۔ بروکیڈ۔ ٹیسیل۔ کریپ پرنٹ۔ ڈپلین — اور اعلیٰ قسم دبالکل نئے ڈیزائنوں میں کیرالین۔ وائل اور لون پرنٹ مل سکتی ہیں۔ تشریف لا کر خدمت کا موقع دیں۔ نیاز احمد — پروپرائٹر الفردوس ۵۰۔ انارکلی۔ لاہور

مشہور نور والوں کا

نورانی کاجل

آنکھوں کی خوبصورتی اور صفائی کیلئے
بہترین تحفہ
ہمیشہ خریدتے وقت
شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ سیالکوٹ
کا لیبل ملاحظہ فرما لیا کریں
مینیجر

بابو قاسم الدین صاحب امیر جماعت ہائے ضلع سیالکوٹ فرماتے ہیں

اکسیر اٹھرا کی گولیوں کا معجزانہ اثر

شفاخانہ رفیق حیات ٹرنک بازار شہر سیالکوٹ کی تیار کردہ اکسیر اٹھرا کی گولیاں میں نے اپنے ایک عزیز کو استعمال کرائی ہیں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ان کا معجزانہ اثر ہوا۔ اس کی ڈلیوری کا وقت اچھا گزر گیا ہے اور صحت مند لڑکا پیدا ہوا ہے۔

الحمد للہ

ان کے پہلے بچے پیدائش کے وقت ہی ضائع ہو جایا کرتے تھے

شفاخانہ رفیق حیات سیالکوٹ کے علاوہ اکسیر اٹھرا ربوہ میں دارالخیر جنرل سٹور غلہ منڈی اور افضل برادرز گولبازار ربوہ سے مل سکتی ہیں۔

قادیان کا قدیمی مشہور عالم اور بے نظیر تحفہ

مشہور نور رجسٹرڈ

جملہ امراض چشم کے لئے
اکسیر ثابت ہو چکا ہے
ہمیشہ خریدتے وقت
شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ سیالکوٹ
کا لیبل ملاحظہ فرما لیا کریں
شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ ٹرنک بازار سیالکوٹ

آنکھوں کی صحت و خوبصورتی کیلئے لاثانی تحفہ

ہمیشہ اپنے گھروں میں استعمال کریں!

تیار کردہ خورشید یونانی دواخانہ گولبازار ربوہ

ہر قسم کا چمڑا
کنوس کے ٹرنک
سوٹ کیس۔ ہولڈال
ہینڈ بیگ۔
سلمان سیڈلری۔ سفر
کی ضروریات کا سامان
اور جہیز میں دینے والے
تحائف وغیرہ خریدنے
کیلئے ہمارے شوروم
میں تشریف لائیں۔

ایم الٰہی بخش
حسین بخش
۱۳۱۔ انارکلی لاہور

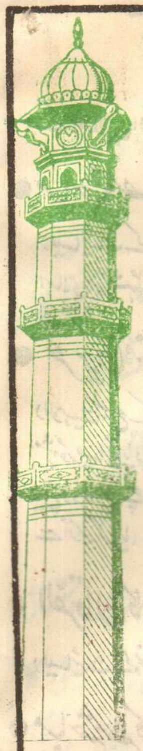

اسلامی اصول کی فلاسفی

(عکسی)

سلطان القلم سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی وہ معرکۃ الآراء تقریر جو جلسہ مذاہب اعظم لاہور میں پڑھ کر سنائی گئی تھی۔ اور جس کے تراجم دنیا کی متعدد معروف زبانوں میں لاکھوں کی تعداد

میں شائع ہو چکے ہیں۔

ھدیہ سفید کاغذ ۵۰-۲

آرٹ پیپر ۵۰-۳

تجلید و طباعت عمدہ

الناشر الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ

رشید اینڈ برادر سیالکوٹ

کے

نئے ماڈل کے چولہے

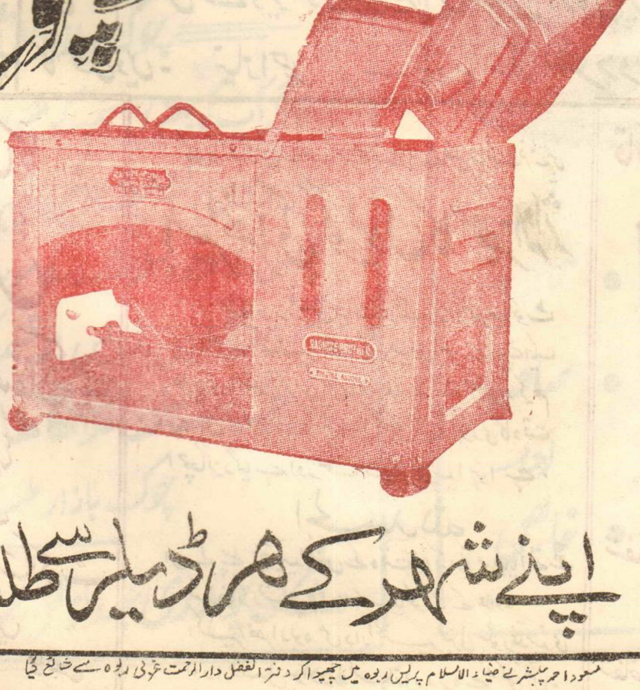

بلحاظ اپنی
خوبصورتی، مضبوطی
تیل کی بچت
اور
افراط حرارت دنیا بھر میں
بے مثال ہیں

اپنے شہر کے ہر ڈیلر سے طلب فرماویں

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا